THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, June 17, 2011

(71st Session)

Volume IV, No.11

(Nos.1-16)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran …………………………….	1
2.	Leave of Absence……………………………………………	1
3.	Point of Order Re: Drone Attack by NATO Forces ………..	2-21
4.	Privilege Motion Re: the lack of water and other essential facilities in the PIA flight bound for Dubai……………………	22
5	Further discussion Re: the appointment of the Leader of the Opposition…………………………………………………...	23-73

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-IV No.11

SP.IV(11)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, June 17, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty two minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ۔

ترجمہ: یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے دلائل قطعیہ (کا مجموعہ) ہے اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کیا کرو عاجزی و زاری اور خوف و خستگی سے اور میانہ آواز سے پکار کر بھی، صبح و شام (یاد حق جاری رکھو) اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

سورۃ الاعراف آیات ۲۰۳ تا ۲۰۵

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں پہلے leave applications لے لوں۔

جناب وسیم سجاد صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۵ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت سے درخواست کی۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۳ اور ۱۴ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی خدا بخش راجڑ، وزیر برائے انسداد منشیات نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں بعض مصروفیات کے باعث مورخہ ۱۷ اور ۱۸ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی مولانا صاحب۔

Point of order Re: Drone Attack by NATO Forces

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ کل قبائلی علاقوں میں جو ڈرون حملہ ہوا ہے اور جس کے نتیجے میں چار سے زائد بے گناہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام اکرم شاہ ولد شاہ عالم جو واپڈا کا ڈرائیور تھا۔ دوسرے کا نام ہے طارق ولد عبدالقیوم جو میڈیکل سٹور کا مالک تھا اور تیسرے کا نام ہے عمران خان ولد علی خان اس کا تعلق بورہ قبیلے سے ہے اور عام شہری ہے۔ چوتھے کا نام ہے شیرزادہ ولد سکندر خان جو کہ اسکول کا طالعلم، نوخیز بچہ تھا یہ چار ڈرون حملے میں شہید ہوئے اور اس سے بھی زائد جو لوگ زخمی ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے ان واقعات اور مسائل پر جس میں ایبٹ آباد اور باقی ہمارے ملک میں جو آئے روز واقعات ہوتے ہیں اس پر ہم نے ایک مشترکہ اجلاس طلب کیا، ان کیمرہ بریفنگ میں شرکت کی اور پھر عسکری اور سیاسی قوتوں سب نے مل کر ایک قرار داد پاس کی اور اس قرارداد کا نکتہ آغاز یہ تھا کہ امریکہ سے تعلقات کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور دوسری بات اس میں یہ تھی کہ آج کے بعد اگر ڈرون حملے ہوں تو اس کا جواب دیا جائے گا۔ جنگ کی صورت میں نہیں

بلکہ نیٹو کے ساتھ جو پاکستان ایک تعاون کررہا ہے موجودہ نام نہاد جنگ میں۔ نیٹو سپلائی بند کر دی جائے گی۔

بد قسمتی سے قرارداد pass ہونے کے بعد اب تک ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری ہے اور ہماری طرف سے کوئی ردّعمل نہیں آیا۔ اگر قرارداد پر عمل شروع ہوتا تو شاید اس طرح کے حملے نہ ہوتے اور اس طرح ہمارے بے گناہ لوگ شہید نہ ہوتے۔

جناب چیئرمین! کیا ہم نے اپنے قبائلی علاقوں کو نیٹو کے حوالے کردیا ہے یا امریکہ کے حوالے کردیا ہے کہ وہ جب چاہیں، جس وقت چاہیں ہمارے بے گناہ لوگوں کا قتلِ عام کریں اور ہماری سرحد کی خلاف ورزی کریں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا افسوسناک اور شرمناک واقعہ ہے اور حکومت کو اس کا جواب دینا چاہیے۔ اگر حکومت اس میں کاہلی اور سستی سے کام لے گی تو پھر لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ کل آپ نے دیکھا کہ اس کے ردّعمل میں وہاں کے قبائلیوں نے ان جنازوں کو سڑکوں پر رکھ کر احتجاج کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ آخر ہمیں کس کے حوالے کیا گیا ہے، ہماری مسلسل نسل کشی ہورہی ہے اور قبائل کو تباہ کیا جارہا ہے۔ جب چاہے ڈرون حملے ہوتے ہیں۔ اگر حکومت نام کی کوئی چیز ہے، اگر ہمارے کوئی ادارے ہیں، security forces ہیں، جن کی ذمہ داری ہے ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنا، جن کی ذمہ داری ہے قوم کی حفاظت کرنا، کیا وہ سوئے ہوئے ہیں یا انہوں نے اجازت دے رکھی ہے کہ قبائلیوں کی نسل کشی ہو۔

اس لیے میں اس واقعے کی اپوزیشن کی طرف سے بھرپور مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس پر ردّعمل آنا چاہیے اور قبائلی عوام کی اشک شوئی کے لیے، ایک بہتر اقدام کے طور پر ایک ردّعمل آنا چاہیے تا کہ وہاں کے لوگ مطمئن ہوسکیں کہ ہاں ہماری حکومت بھی ہے، ہمارے ادارے بھی ہیں اور ہم اتنے غیر محفوظ نہیں ہیں۔ یہ میری آپ سے گزارش ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بالکل بھرپور اتفاق اور حمایت کرتا ہوں کہ ہماری قرارداد Joint Session میں both sides of the divide کی تمام parties کی تھی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جو اجلاس ڈھائی گھنٹے چلنا تھا، تقریباً 11 گھنٹے چلا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس میں اتفاق نہیں ہورہا تھا اور اتفاق حاصل کرنے کے لیے جو تمام سیاسی جماعتیں وہاں

موجود تھیں، ان کو engage کیا گیا۔ چونکہ میں اس drafting process اور اس ٹیم میں شامل تھا، جس میں دو رکن ہماری طرف سے تھے، دو اپوزیشن کی طرف سے تھے تو اس قرارداد پر کوئی دو رائے نہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں Houses کی ایک کمیٹی ہے on National Security اس کی recommendations میں بھی یہی بات تھی۔ اس میں نہ صرف ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک categorical line of action تھی، "constrained to consider" کے الفاظ استعمال ہوئے کہ نیٹو کے route کو بند کرنے پر بھی گورنمنٹ consider کرے گی۔ یہ جو ہماری قوم، ہمارے بچوں، ہمارے بھائیوں، بہنوں کا collateral damage ہے، میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں، اپنی طرف سے، اپنی پارٹی PML(N) کی طرف سے اور اپنے ان ساتھیوں کی طرف سے بھی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔

قرارداد کی ایک چیز پر عمل درآمد کافی نہیں ہے۔ پوری کی پوری قرارداد پر من و عن عمل اگر نہ ہوا، تو دونوں Houses کی توہین ہے اور پارلیمنٹ کی supremacy کے خلاف ہے۔ جو original draft میں نہیں تھا اور اس میں جو independent commission کی بات consensus کے ساتھ طے ہوئی تھی کہ وہ ایبٹ آباد کے حوالے سے اس کو investigate کرے گا اور اس کمیشن کی modalities اور اس کی composition قومی اسمبلی میں Leader of the House اور قومی اسمبلی میں Leader of the Opposition دونوں مل کر طے کریں گے۔ آپ نے دیکھا کہ پہلے وہ نوٹیفکیشن ہوا اور میں بڑے ادب کے ساتھ حیدری صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ یہ advice جناب مولانا فضل الرحمٰن کو دیں کیونکہ انہوں نے recently یہ بیان دیا، یا تو وہ اس کی تردید کریں، کہ اس کمیشن کے بننے سے create problems ہوں گی۔ جو ہماری internal meeting ہوئی اپوزیشن کی پارٹیز کی چوہدری نثار صاحب کی invitation پر، میں اس کا ذکر نہیں کرتا جس میں یہ موجود تھے، مولانا صاحب بھی تھے، اس میں انہوں نے کہا تھا کہ membership کو چھوڑیں، دیکھی جائے گی آگے پیچھے آپ کا ایک بندہ آگیا ہے، اس کی میٹنگ اس کے بعد نہیں ہوئی لیکن اس statement کی clarification آنی چاہیے کہ کیا JUI(F) اپوزیشن کے ساتھ مل کر حکومت کو مجبور کرے گی کہ اس قرارداد پر عمل درآمد ہوگا یا نہیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

نمبر 2، ابھی چوبیس گھنٹے سے کم عرصہ گزرا ہے، ہم تو چوبیس منٹ پہلے کی چیزیں بھول جاتے ہیں، آپ کل کی کارروائی دیکھیں، میں نے آپ کو کیا عرض کیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں بہت

satisfied ہوں کہ سلیم شہزاد کے معاملے پر کمیشن حکومت نے طے کر دیا۔ میں نے فجر کے قریب TV پر news سنی، میں نے فردوس اعوان صاحبہ کی statement سنی کہ پرائم منسٹر صاحب سو رہے تھے، ان کو اٹھا کر consent لی گئی۔ میں نے یہی کہا کہ کیا انہوں نے چیف جسٹس کو بھی سوئے ہوئے اٹھا کر consent لے لی ہے کہ نہیں۔ میں نے آپ کے توسط سے، اس وقت چونکہ منسٹر کوئی نہیں تھے، میں نے لیڈر آف دی ہاؤس سے request کی تھی کہ یہ confirm کریں کہ دوبارہ وہی تماشا تو نہیں ہو گا جسٹس جاوید اقبال والا، independent commission ایبٹ آباد کے اوپر جو ہوا ہے۔ وہی ہوا، رات کو وہی تماشا شروع ہو گیا۔ جسٹس ثاقب نثار صاحب نے کہہ دیا کہ جناب، میرے چیف جسٹس جب تک مجھے اجازت نہیں دیں گے، میں کام نہیں کر سکتا۔ ادھر سے حکومت کا بھی بیان آگیا۔ جناب! یہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ایک تماشا بنا ہوا ہے۔ یہ کوئی ذاتیات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر حکومت خود اپنے ایک منسٹر کو بھیج کر وہاں announcement کرتی ہے اور ایک ہمارا recent precedent کہ وہاں ایک problem ہوئی ہے، there is an internal code of procedure انہوں نے جس طریقے سے بھی کام کرنا ہے، I am sure میرے دوست، بھائی بابر اعوان صاحب اس کو اس بنیاد پر defend کریں گے کہ غالباً 1956 کا جو قانون ہے inquiry commission کے بارے میں، ہم نے اس کی requirements meet کی ہیں۔ پہلے آپ کے سامنے ایک problem ہوئی اور اب دوبارہ وہی problem رات کو emerge ہو گئی ہے۔ مجھے کوئی الہام نہیں ہوا تھا، میں نے کل اپنے common sense سے بات کی تھی کہ خدا کے لیے، نہیں کیا تو ابھی کر لیں۔ وہی بات ہوئی کہ کل late afternoon میں، Justice Saqib Nisar has refused اور اب اس کا انتظار ہو رہا ہے۔ بھئی کیا انتظار ہو رہا ہے؟ ان جیسے اہم issues پر اگر آپ کی commitment نہیں ہے، اگر آپ ان کو solve نہیں کرنا چاہتے تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے بھائی اسحاق ڈار صاحب نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب، قائدِ جمعیت علماءِ اسلام کے متعلق یہ فرمایا کہ مولانا صاحب نے کوئی ایسی بات کی ہے کہ کمیشن نہیں بننا چاہیے۔ اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ شاید مولانا صاحب کے بیان کو سیاق و سباق سے ہٹ کر شائع کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ بد قسمتی یہ ہوئی

کہ آزاد کمیشن کے قیام سے پہلے اپوزیشن کی بڑی پارٹی اور حکومت نے اس کمیشن کو متنازع بنادیا تو مجھے لگتا ہے کہ یہ کمیشن نہیں بنے گا کیونکہ بننے سے پہلے اس کو متنازع بنا دیا گیا۔ جب ہماری، اپوزیشن جماعتوں کی ایک میٹنگ ہوئی چوہدری نثار علی خان صاحب سے، تو میں اس میں موجود تھا، میرے احباب بھی موجود تھے، اس موقع پر بھی میں نے یہ گزارش کی کہ اس قرارداد میں تین اہم چیزیں ہیں۔ امریکہ سے تعلقات پر نظرِ ثانی کی بات کی گئی ہے، ڈرون حملوں کو روکنے کی بات کی گئی ہے یا اس کا ردعمل اور تیسری بات ہے آزاد کمیشن کی۔ ہمیں ان تینوں باتوں پر مل کر زور دینا ہے کہ ان پر عمل درآمد ہو۔ اب کمیشن تو بنا نہیں لیکن ڈرون حملوں کے بارے میں تو یہ طے ہوا کہ جب حملے ہوں گے تو ردعمل ظاہر کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح کی ایک غلط فہمی پیدا کی گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب یا JUI کا اب بھی موقف یہی ہے۔ ہم تو کہتے رہے ہیں کہ جو قرارداد اکتوبر 2008 میں pass ہوئی تھی، اس پر اگر عمل درآمد ہوتا تو شاید اس قرارداد کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ 2009 میں جو قرارداد pass ہوئی ہے، اگر اس پر عمل درآمد ہوتا تو مزید قراردادوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ چلیں آپ کی explanation آگئی ہے۔ شکریہ مولانا صاحب۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں ممنون ہوں کہ میرے دو بھائیوں نے Drone Attack کے مسئلے کو اٹھایا ہے۔ حقیقت یہ ہے جناب چیئرمین! میں جن چیزوں پر بے حد پریشان ہوں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ڈرون حملے مسلسل 2004 سے ہو رہے ہیں، 2008 کے بعد ان میں 10 گنا اضافہ ہو گیا ہے، پارلیمنٹ چیخ رہی ہے، پریس، سول سوسائٹی، وکلا احتجاج کر رہے ہیں لیکن حکومت اس معاملے میں کوئی موثر اقدام کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کیا فی الحقیقت they are hands in gloves. Complicity ہے اور اب ہمارا شبہ یقین کی حد تک پہنچ رہا ہے اس لیے کہ جب پارلیمنٹ نے یہ بات clearly کہہ دی تھی اور خود Americans ہر روز provoke کر رہے ہیں، humiliate کر رہے ہیں، hand twisting کر رہے ہیں، pressures استعمال کر رہے ہیں، bullying ہو رہی ہے، ان کے think tanks, ان کے میڈیا کو آپ دیکھیں، ان کے official spokesman کو آپ دیکھیں، ان کی فوجی قیادت کو دیکھیں، اس صورت حال کو یہ قوم کہاں تک

برداشت کرے گی؟ کل جو حملہ ہوا ہے، یہ منفرد نہیں ہے، سارے evidences موجود ہیں کہ اگر ایک مشتبہ دہشت گرد ہلاک کیا گیا ہے تو دس سے پچاس civilians مارے گئے ہیں۔ کیا ان کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں حکومت فوری طور پر اہم اقدامات کرے۔ میں میاں رضا ربانی صاحب سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ان معاملات پر Parliamentary Committee on National Security آخر کیوں خاموش ہے؟ جبکہ ہم وہاں بار بار اس بات کو اٹھا رہے ہیں، وہ خود مضطرب ہیں، ان کا جو letter چھپا ہے، اس میں انہوں نے اس issue کو لیا ہے اور درست طور پر لیا ہے۔

جناب والا! میں ساتھ ہی آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو بڑی alarming بات ہے، اگر یہ صحیح ہے کہ in camera Session کی پوری کارروائی کی ویڈیو یا آڈیو American Embassy پہنچ گئی ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو یہ violation of both the Houses, ہے۔ میں اس لیے سینیٹ میں یہ مسئلہ اٹھا رہا ہوں کہ محض قومی اسمبلی ہی نہیں، سینیٹ بھی اس کا حصہ ہے اور اس معاملے میں اگر کوئی بھی صداقت ہے تو سارے facts قوم کے سامنے لائے جائیں۔ آخر میں، میں ڈار صاحب کی تائید کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت judiciary کو بار بار humiliate کرنا چاہتی ہے، provoke کر رہی ہے، ان کے احکامات کی کھلی کھلی خلاف ورزی کی جا رہی ہے اور جسٹس جاوید اقبال کے بعد دوبارہ جسٹس ثاقب کے بارے میں بھی وہی بات کی گئی ہے۔ یہ کیا کھیل ہے؟ آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم نظام کو باقی رکھنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف اس نظام کو تہہ و بالا کرنے کے لیے ہر کام کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ بہت خطرناک صورت حال ہے۔اس پر فوری notice کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ کل شام ہمارے صوبے بلوچستان میں ہونے والے ایک واقعے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ وہاں Mr. Ibrar Hussain, Dy. Director کو، جب وہ دفتر سے گھر جا رہے تھے گاڑی میں شہید کر دیا گیا۔ ان چند سالوں میں کتنے ہزاروں لوگوں کو مارا جا چکا ہے اور بلوچستان کے کتنے لوگوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ ہر روز لاشیں آ رہی ہیں اور ہم لاشیں اٹھا رہے ہیں۔ میں بار بار توجہ دلاتی ہوں کہ بلوچستان کے حالات کی طرف توجہ دی جائے۔ وہاں

بہت محرومی ہے، وہ بہت نالاں ہیں کہ ہمارے لیے کچھ کیوں نہیں کیا جارہا؟ میں ایک بات اور بھی کہنا چاہوں گی کہ جس طرح واہگہ بارڈر seal کیا ہوا ہے، اسی طرح اگر ہم ایران اور افغانستان کے ساتھ والے borders جو اتنا بڑا border ہے، وہاں سے کوئی بھی دہشت گرد آسکتا ہے جو ہمارے صوبے میں آکر دوسروں کو مار سکتا ہے، اگر ہم وہ border seal کرنے کی کوشش کریں تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ ہر مرتبہ یہی کہا جاتا ہے کہ باہر سے لوگ آتے ہیں اور مارتے ہیں تو وہ راستہ بند کیا جائے جہاں سے باہر کے لوگ آرہے ہیں اور ہمارے بے گناہ لوگوں کو مار رہے ہیں۔ اب تو حالت یہ ہے کہ روزانہ بوری میں بند لاشیں مل رہی ہیں، کبھی ان کو drill کیا جاتا ہے اور لاشیں پڑی ہوتی ہیں۔ میں اس پر سخت احتجاج کرتی ہوں کہ ہمارے صوبے کی طرف توجہ دی جائے، حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب صاحب۔ ہر ایک کو chance ملے گا، جنہوں نے پہلے ہاتھ اٹھایا تھا، ان کو پہلے موقع دیا جائے گا۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس وقت آپ کے ذہن میں اور علم میں ہوگا اور ایوان کو بھی معلوم ہوگا کہ مالاکنڈ ڈویژن خاص کر سوات اور مالاکنڈ ایجنسی، بونیر، دیر پائیں، دیر بالا میں اپریشن کیا گیا تھا اور اپریشن کرنے کے بعد ایک دورانیہ گزرنے کے بعد باقاعدہ ہماری عسکری قیادت نے اعلان کر دیا کہ مالاکنڈ ڈویژن میں اپریشن کامیاب ہو گیا ہے اور آرمی تقریباً اپنی بیرکوں میں چلی گئی ہے۔ اس وقت پورے ڈویژن میں یہ صورت حال ہے کہ دوبارہ آرمی آگئی ہے، ہر چوک میں مسلح لوگ اور گاڑیاں کھڑی ہیں، جو بھی گزرتا ہے، اس کو نیچے آنے کے لیے کہہ دیا جاتا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ انتہائی ہتک آمیز رویے سے پیش آیا جاتا ہے۔ میں خود دو دن دیر میں رہا، آرمی کے جوان بالکل دیہاتوں کے اندر چلے گئے ہیں، لوگوں کو نیچے اتارتے ہیں اور ان سے انتہائی ہتک آمیز رویے سے پیش آتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ہاں پولیس ہے، تھانے ہیں اور حالات بالکل control میں ہیں، ایسی کوئی emergency نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس طرح لوگوں کے گھروں میں جانا، ان سے پوچھنا، اگر کسی کا شوہر سعودی عرب میں ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ وہ کہاں ہے، اسے لایا جائے، اس کا شناختی کارڈ پیش کیا جائے۔ پوری قوم کو ایک خوف و ہراس میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو سرکاری اسکول، کالجز ہیں اور main roads پر جتنے بھی کالجز ہیں، ان میں آرمی چلی گئی ہے اور تعلیمی نظام مسلسل متاثر ہو رہا ہے۔ اسی طریقے سے وہ ہسپتالوں میں بھی چلے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کے سڑکوں پر حجرے یا مکانات ہیں، ان کو بھی خالی کرایا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں وزیر داخلہ اس حوالے سے ہمیں بتائیں کہ صورت حال کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہمیں معلوم نہیں، جب ہمیں معلوم نہیں ہے تو ہم کیسے public کا سامنا کریں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے دو تین باتیں سامنے رکھنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے یہ جو drone attack ہوا ہے، اس کی جتنی بھی سختی سے مذمت کی جائے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم ہے، خاص طور سے جب پارلیمان کی دو بڑی واضح resolutions بھی موجود ہیں اور اس کے ساتھ 64 بڑی جامع recommendations بھی Parliamentary Committee on National Security کی موجودگی میں، امریکہ کا پاکستان کی پارلیمنٹ کو نظر انداز کرنا ایک نہایت ہی قابل تشویش اور condemnable بات ہے۔

دوسری بات آپ کے توسط سے میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بات صرف drone attacks تک ہی محدود نہیں ہے، آپ نے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ American Congress کے اندر کچھ American Republican Senators نے ایک Bill بھی move کیا ہے کہ پاکستان کی جو تھوڑی بہت peanuts aid آتی تھی، اس پر بھی مزید قدغنیں لگائی جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک نہایت condemnable بات اپنی جگہ موجود ہے لیکن جناب والا! میں یہاں پر نہایت مختصر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ صرف condemnation سے ہی سلسلہ ختم نہیں ہو گا کیونکہ ہمیں ماضی کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب تک ایک national collective, narrative, counter narrative سامنے نہیں آئے گا جس کی ownership پوری قوم کی، پورے ملک کی، working classes کی نہیں ہو گی، اس وقت تک پارلیمان کی resolutions اور حکومت کے دیگر اقدامات، ان کے پاس کوئی teeth موجود نہیں ہوں گے۔ لہٰذا میری آپ کے توسط سے ایک مرتبہ پھر یہ گزارش ہو گی کہ پرسوں میں نے جو open letter لکھا تھا، اس کی بنیاد پر، اس کو as a working paper استعمال کرتے ہوئے، ایک internal dialogue کا national consensus build کرنے کے

dialogue کا اگر آغاز کیا جائے تو پھر شاید ایک مؤثر آواز پارلیمان کی بھی ہو، حکومت کے احتجاج کی بھی ہو۔ جہاں تک پروفیسر صاحب نے Parliamentary Committee on National Security کی میٹنگ کا کہا ہے تو through you, I would like to assure him that جو اگلا ہفتہ سوموار سے شروع ہورہا ہے، اس ہفتے میں Parliamentary Committee on National Security کی میٹنگ بلائی جائے گی۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں کل کے کوئٹہ کے واقعے پر محترمہ کی باتوں کو آگے لے جانا چاہتا ہوں۔ واقعی وہاں پر sectarian basis پر ہزارہ قوم کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، میں ابرار صاحب کو ذاتی طور پر بھی جانتا تھا کہ وہ ایک انتہائی competent sportsman تھے، میں اس چیز کو condemn کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ دو جولائی کو تربت میں نیشنل پارٹی کے District organizer نسیم جنگیان کو مارا گیا تھا، اس کو بھی condemn کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب، ڈرون حملوں کی عوامی نیشنل پارٹی بھی ایسے ہی مذمت کرتی ہے اور کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے اندر بے گناہ لوگوں کو شہید کیا جائے اور بلوچستان میں جو واقعات ہوئے ہیں اس کو بھی عوامی نیشنل پارٹی condemn کرتی ہے۔

Sir میرا point یہ ہے کہ بدقسمتی سے جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے نہ پٹرولیم کا minister ادھر آتا ہے نہ Water and Power کا minister آتا ہے اور اس وقت ملک میں crises ہیں۔ Sir مجھے اپنے division مالاکنڈ سے روز ٹیلیفون آرہے ہیں۔ لوئر دیر میرا district ہے جہاں پانی نہیں ہے۔ پانی اس لیے نہیں ہے کہ بجلی نہیں ہے۔ اب اس کا جواب ہمیں کون دے گا۔ پھر لوگ سڑکوں پر آئیں گے، توڑ پھوڑ ہوگی، جلاؤ گھیراؤ ہوگا۔ پھر آئیں گے اور پھر یہ حکومت کچھ اقدامات کرے گی۔ تو ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ پہلے کیوں ان چیزوں کا خیال نہیں کرتے۔ ایک مہربانی کریں، ان دونوں کو بلائیں۔ آج پھر ٹی وی میں دکھایا جا رہا تھا کہ لاہور میں پٹرول نہیں مل رہا ہے۔ یہ کیسی حکومت ہے، یہ کیسے لوگ ہیں، یہ کیسے ministers ہیں؟ کیا یہ بے خبر ہیں یا ان کو پتا نہیں ہے

یہ اپنی ministries چلاتے کیسے ہیں؟ قوم کے ساتھ ظلم کیوں کیا جا رہا ہے؟ قوم کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے کہ جس طرح یہ آئے ہوئے ہیں حکومت کرنے اور چلے جائیں گے۔ کیا کل انہیں پھر عوام کے پاس نہیں جانا ہے؟ یہ تو ایک political حکومت ہے۔ یہ عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور چونکہ ان کے اتحادی ہیں اس لیے لوگ ہمارے آنکھوں میں بھی انگلیاں دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بات بھی نہیں کرتے۔ میرے مالاکنڈ میں تو بجلی ویسے بھی چوبیس گھنٹے میں صرف دو گھنٹے ہوتی ہے۔ پھر پانی نہیں ہوتا ہے یعنی اس اکیسویں صدی میں بھی پانچ پانچ، دس دس کلومیٹر سے خواتین اپنے سروں پر پرانے زمانے کی طرح جو پتھر کا زمانہ کہلاتا ہے، پانی اٹھا کے اپنے گھروں میں لے کر آتی ہیں۔

کل بھی میں نے *Sahib* minister سے یہاں کھڑے ہو کر بات کی۔ آج بھی میں مجبور ہو کر point of order پر کھڑا ہو رہا ہوں۔ خدارا! سوچیں کہ آپ اس قوم کے ساتھ کیا ظلم کیا کر رہے ہیں؟ کم سے کم عوام کو پانی تو دو، اگر بجلی نہیں دیتے۔ عوام کہتے ہیں کہ اگر ہمیں روشنی نہیں ملتی تو چلو لالٹین سے گزار کر لیں گے۔ وہ کہتے ہیں جی کہ ہمیں پنکھے کی ضرورت نہیں ہے چلو درخت کی چھاؤں میں بیٹھ جائیں گے لیکن پانی کے بغیر ہم کیا کریں۔ Sir یہ بہت ناانصافی ہے۔ آپ ذرا ruling دیں کہ وہ یہاں آ کر بیٹھ جائیں اور لوگوں کی بات سنیں اور اس مسئلے میں جو action لے سکتے ہیں لیں۔ اتنی بے حسی ہے - میں ویسے ہی پنڈی میں رہتا ہوں۔ رات کے گیارہ بجے بجلی گئی، ایک گھنٹے کے لیے اور ڈھائی گھنٹے کے بعد آئی۔ کل رات بھی گیارہ بجے گئی اور ڈھائی بجے آئی۔ یہ کیا ہے؟ قوم کو بتائیں کہ ہمارے پاس اتنا shortfall ہے۔ اتنے گھنٹے ہم load shedding کرتے ہیں تاکہ لوگ پھر اس حساب سے بندوبست کر لیں لیکن کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔ جب ان سے پوچھیں کہ یہ کیا ہے، یہ تو ایک گھنٹے کے لیے تھی۔ جواب آتا ہے کہ جی یہ specially تربیلا سے بند ہوتی ہے۔ کیا یہ حکومت ہے؟ یہ تو جس طرح دہشت گردی ہوتی ہے، جس طرح لوگوں کو مارا جاتا ہے اسی طرح بجلی کے سلسلے میں بھی یہی سلوک ہو رہا ہے کہ جب کسی کا دل چاہتا ہے وہ بند کر دیتا ہے۔ جناب مہربانی کر کے ان کو بلا کر اس پر ذرا بات کریں تاکہ وہ کچھ بتائیں کہ کیا وجہ ہے؟ قوم کے ساتھ کب تک یہ سلوک ہوگا؟

جناب چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: شروع میں جو مولانا صاحب نے اور ڈار صاحب نے بھی بات کی ڈرون attacks پر۔ بار بار بات کیا کرنی، کوئی نتیجہ تو نکلتا نہیں ہے۔ صرف یہ گزارش ہے ایک متفقہ فیصلہ جو joint session میں ہوا تھا کہ ہمارے اور امریکہ کے مابین جو تعلقات ہیں ان کو revisit کیا جائے۔ اس سلسلے میں میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ Speaker of the National Assembly سے بات کریں اور دونوں کمیٹیاں ایک ہماری نیشنل اسمبلی کی خارجہ امور کی کمیٹی جسے اسفند یار ولی head کر رہے ہیں۔ Kindly آپ ان دونوں کمیٹیوں کو بٹھائیں اور کم از کم ہم بیٹھ کر کوئی تجویز پارلیمنٹ کے سامنے پیش کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر غور کریں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، .Thank you جی کلثوم صاحبہ آپ نے کچھ بات کرنی ہے؟

سینیٹر کلثوم پروین: میں یہ کہوں گی کہ کیونکہ آپ نے کل کہہ دیا تھا کہ میں الگ سے وقت دوں گا۔ کل ہماری colleague فرح صاحبہ نے ایک مسئلہ ہری پور کی خاتون سے متعلق point out کیا تھا۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی ایسا مسئلہ point out کر دیا جو شاید کسی کی سمجھ میں نہ آنے والی بات ہو۔ اس سے پہلے بھی آج تک جتنے بھی ایسے issues آئے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہاؤس میں شاید باقی لوگ ہماری بات کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔ ہماری آپ سے request ہے کہ اس discussion کے ختم ہونے کے بعد یا تو ہم motion move کریں۔

جناب چیئرمین: motion move کر دیں جی۔

سینیٹر کلثوم پروین: جی ہم motion move کر دیں گے۔ ہمیں special time دیا جائے۔ کل بھی ایک خاتون پر تیزاب پھینکا گیا۔ اگر ہماری ہی لائی ہوئی resolution پر عمل درآمد نہ ہوا تو خواتین کا یہاں بیٹھنا بھی کچھ اتنا اہمیت کا حامل نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ motion move کر دیجئے۔

سینیٹر کلثوم پروین: اس کے لیے آپ ہمیں time دیں گے جیسے آپ نے باقی لوگوں کو time دیا۔ ہم خواتین یہ چاہتی ہیں کہ ہم اپنے مسائل پر بولیں۔ یہ مسائل صرف ہمارے نہیں بلکہ پورے ملک کی 52% آبادی کے مسائل ہیں۔ .Thank you

جناب چیئرمین: میں نے عرض کیا ہے کہ آپ motion move کریں انشاء اللہ that will be considered. جی سواتی صاحب آپ نے کچھ بات کرنی ہے؟

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں انتہائی اختصار کے ساتھ بات کروں گا کہ ڈرون حملوں کی مذمت کرتے ہوئے جس طرح رضا ربانی صاحب نے کہا کہ اس بارے میں پوری leadership کا ایک consensus سامنے آنا چاہیے۔ جس طرح سلیم سیف اللہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہماری foreign policy کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا تب تک یہ ساری قباحتیں جو ہم اپنے سر پر لے چکے ہیں یہ ہمارے لیے تباہی کا باعث بنیں گی۔

ہزارہ ڈویژن کا ایک بہت دیرینہ مسئلہ ہے جس پر زاہد خان صاحب نے میری بڑی مدد کی ہے اور کئی مرتبہ میں point of order پر اور دوسری تحریکوں کے ذریعے سے آپ کے سامنے گزارشات کرتا رہا ہوں کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ پہلے میں Communication Minister کو ایبٹ آباد لے کر گیا اور اس نے تھوڑے سے پیسے ہمیں دیئے۔ اس وجہ سے ہماری China کے ساتھ trade بڑی متاثر ہو رہی ہے کہ حسن ابدال اور مانسہرہ کے موٹروے کے لیے باقاعدہ طور پر آرڈر دیئے گئے کہ حویلیاں تک کم از کم زمین acquire کی جائے۔ میں اس سلسلے میں بار بار اٹھ رہا ہوں، بار بار کہہ رہا ہوں۔ میرے خیال میں اگر آپ کی طرف سے ruling آجائے تو اس کو میں Communication Minister سے relate کروں کہ آپ کم از کم مہربانی کر کے اس پر کام شروع کر دیں۔ زاہد خان سینیٹ کی کمیٹی کے اندر میری بڑی معاونت کر رہے ہیں۔ ہزارہ کے لوگ ان کو بھی دعائیں دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کبھی آپ کی طرف سے اگر ruling آجائے تو اس پر پیش رفت ہو سکتی ہے۔ یہ انتہائی دیرینہ مسئلہ ہے جو کئی سال سے لٹکا ہوا ہے اور یقین کریں کہ اس کی cost quadruple ہو جائے گی جس cost پر پہلے یہ موٹروے بننا تھا اس سے کہیں زیادہ اب اس کی cost آئے گی۔ جتنا جلدی ہم بنا سکیں اتنا اچھا ہے۔ Asian Development Bank کا بھی یہ پروگرام ہے۔ اس نے بجٹ کے اندر کچھ پیسے رکھے ہیں۔ مہربانی کر کے اگر ruling ہو جائے یا کوئی طریقہ بتا دیں جس کے ذریعے سے اس اہم مسئلے کو جو پورے ہزارہ ڈویژن کا اور پوری چائنا کی state کا مسئلہ ہے، اس کو ہم کسی طریقے سے حل کر سکیں۔

Mr. Chairman: I will look into it.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: جہاں تک سیف اللہ صاحب کی suggestion ہے، میں سپیکر صاحبہ سے بات کروں گا تو let us see what the rules permit. میں ان سے request کروں گا for the joint meeting. Let us see what she says and what the rules are saying. ٹھیک ہے جی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ ذرا چیزیں ختم کر لیں۔ صبر کے ساتھ مندوخیل صاحب۔ آپ کو بھی میں chance دیتا ہوں، بالکل chance دیتا ہوں۔ آپ ڈرون پر بات کریں گے تو ٹھیک ہے please کر لیجئے۔ اس کے بعد سردار صاحب اس پر بات کریں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب، میں آپ کا مشکور ہوں کہ یہاں دوستوں نے جو مسائل بیان کیے اس حوالے سے مجھے بھی موقع دیا۔ بنیادی طور پر تو یہاں بات یہ ہے کہ جو مسئلہ ہمیں درپیش ہے اس کو ہم یک طرفہ طور پر دیکھتے ہیں اور جو ماحول ہمارے ملک میں بنا ہے اس حوالے سے ڈرون حملے پر بات کروں گا۔

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ ہمارا ملک اس وقت یرغمال ہے، دہشت گردوں کا یرغمال کیا ہوا ہے۔ آج ہمارے ملک میں کوئی بھی خواہ وہ سول سے ہو خواہ وہ ملٹری سے ہو خواہ کوئی social faction ہو ہمارے عوام کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے بارے میں کوئی بات کرے کیونکہ یہاں دہشت گردوں نے اڈے بنائے ہوئے ہیں حتیٰ کہ ان کو باقاعدہ ایسے یرغمال بنایا گیا ہے کہ جس کو کہتے ہیں human shield, اور اس کے مرکز بنائے گئے ہیں اور پھر وہ پاکستان میں بھی حملے کرتے ہیں اور دوسرے ملکوں میں بھی حملے کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑے کے حالات بناتے ہیں۔

میری عرض ہے کہ جو بھی قرارداد پاس ہوئی ہے خواہ وہ 2008 کی تھی، خواہ اس جاری سال کی تھی، خواہ جیسا کہ ہمارے محترم نے open letter کا ذکر کیا ہے open letter, نے بھی واضح کیا ہے کہ ہمارے ملک کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی کا ہے۔ اب اگر کانفرنس کرنی ہے، کوئی مجلس یا کوئی بات کرنی ہے تو اس میں یہ چیز نظر میں رکھی جائے کہ ہمارے عوام یرغمال بنے ہیں، ان کو یرغمال ہونے سے نجات دلاؤ۔ کوئی ایسا پروگرام بن نہیں سکتا کہ ہم کہتے ہیں کہ اس میں فلاں مشکل

ہے، فلاں مشکل ہے لیکن اس کا cause کون ہے۔ اس لیے میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی اس کام میں تیزی پیدا کی جائے اور اس سلسلے میں فیصلے ہوں اور plan ہو کہ ہمارا ملک ہمیشہ کے لیے دہشت گردی سے نجات پائے۔ اس کے علاوہ کہ بنیادی طور پر فیصلہ نہیں ہو رہا۔ بنیادی طور پر دہشت گردی کی بیخ کنی نہیں ہو رہی اور یہاں کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ ہمارے لوگ مر رہے ہیں، ہمارے لوگ تو مریں گے جب یہاں ایسے اڈے ہیں جو یہاں ہمارے ملک میں اندرونی حملے کرتے ہیں یا بیرونی حملے کرتے ہیں تو اس میں تو ہمارے لوگوں کو مشکلات ہیں۔

جناب والا! بہرحال میں گزارش کرتا ہوں کہ دہشت گردی کی بیخ کنی کے بغیر، دہشت گردی کی بیخ کنی کے plan کے بغیر ہمارے ملک کو کوئی امن نہیں مل سکتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ لغاری صاحب۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! ڈرون حملے تو ترسے ہو رہے ہیں اور ڈرون حملوں میں نہ کمی آئی ہے اور نہ آئے گی۔ امریکیوں نے ابھی حال ہی میں ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں بڑی clearly اپنی پالیسی کا اظہار کر دیا ہے۔ اس لیے اس پر مختلف points of order پر بات کرنا اور پارلیمنٹ کی جو دو unanimous resolutions بھی آگئی ہیں اور جو خفیہ tape تھی جس میں تمام کارروائی تھی اور وہ US embassy پہنچی ہوئی ہے، جس کا ذکر آج تمام اخبارات میں آ گیا ہے تو اس کے بعد یہ ناچیز اگر ایک بات کہے اور یہ کہے کہ جناب والا! وہاں پر تو DG ISI نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں کہا تھا کہ اگر آج حکومت مجھے کہہ دیتی ہے تو ہمارے پاس اتنی capacity ہے کہ ہم ان ڈرون حملوں کو strike down کر سکتے ہیں تو پھر یہ دو unanimous resolutions جس میں حکومتی پارٹی کے تمام اراکین تھے، ان پر حکومت نے پراسرار چپ سادھی ہوئی ہے، مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی۔ کیا حکومتی منسٹرز، اگر کوئی miss hit ہوتی ہے اور Ministers Enclave میں ایک ڈرون آ کر گرتا ہے تو کیا اس کے بعد حکومت جنبش میں آئے گی؟ کیا جو سویلینز کے بچے مارے جا رہے ہیں وہ منسٹرز کے بچے نہیں ہو سکتے۔ آخر یہ فیصلہ کب ہوگا اور کون کرے گا۔ میرے خیال میں اس میں صرف lip service اور بار بار ان ایوانوں میں آ کر ہر فاضل بزرگ ممبر سے لے کر نوجوان تک یہ بات کر رہا ہے تو اس کے حوالے سے۔۔ اور سلیم سیف اللہ صاحب جو بات کر رہے ہیں کہ دو کمیٹیاں آپس میں revisit of the policies کریں، revisiting میں کچھ نہیں ملے گا۔ اس پر کوئی ٹھوس ایکشن ہونا

چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ معاف کرے Ministers enclave اور قصر سلطانی کے اوپر بھی ڈرون حملے ہوسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ایس ایم ظفر۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب چیئرمین آپ کا شکریہ۔ ہم تمام ممبران نے جو ڈرون حملوں کی مذمت کی ہے اس میں میری بھی شمولیت ہے۔ تمام پاکستانی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ مذمت بار بار ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مذمت اپنی اہمیت کھو بیٹھی ہے۔ مذمت کرنے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب نے صرف اس بات پر زور لگایا ہوا ہے کہ یہاں ڈرون حملے کیوں ہو رہے ہیں۔ بلاشک و شبہ ڈرون حملے ہونے کی وجہ سے ہمارے شہری شہید ہوتے ہیں، خواتین اور بچے بھی مارے جا رہے ہیں اور دہشت گردی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے لیکن ہم سب نے ابھی اس چیز کی جانب توجہ نہیں دی جو اس بیماری کا اصل سبب ہے یعنی mother of evil کی جانب ابھی ہم نہیں آئے۔ Mother of evil ایک سوچ ہے اور اس کی ابھی تک مذمت نہیں ہوئی، اس پر گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سوچ یہ ہے کہ آج اقوام متحدہ میں بھی، اور امریکہ کی جانب سے اس سوچ کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ اگر کسی ملک میں کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں اس ملک کی اپنی writ نہ چل رہی ہو، اس کے اپنے اختیارات موجود نہ ہوں، وہاں اپنی عدالتیں کام نہ کر رہی ہوں، اپنی پولیس چوکیاں موجود نہ ہوں، وہاں پر اپنا کوئی اور نظام چل رہا ہو تو باوجود اس کے کہ اقوام متحدہ کے مطابق وہ علاقہ کسی ایک ملک کا حصہ ہے، اگر اس علاقے سے کسی اور ملک کو کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہو تو وہ اس ملک پر حملہ کر سکتا ہے۔ یہ ایک نئی سوچ، the mother of evil جو ہے وہ دنیا میں بڑھ رہی ہے اور اسی سوچ کو امریکہ بار بار ڈرون حملے کر کے ہمیں بتا رہا ہے بلکہ جو اسامہ کو لے جانے والا مسئلہ ہوا ہے وہ بھی اسی سوچ کی ایک شاخ ہے کہ اگر ہم اپنے ملک میں اپنے نظام کو نافذ نہیں کر سکیں گے تو وہ اس سوچ کے مطابق ڈرون حملے کرتے رہیں گے چاہے ہم جتنے resolutions pass کریں، جتنی مذمت کریں۔ سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ملک کے نظام کو درست کرتے ہوئے، اپنے ان علاقوں میں جہاں ہماری writ موجود نہیں ہے وہاں writ قائم کرنے کی کوشش کریں۔ تمام اراکین کو اس جانب غور کرنا چاہیے اور حکومت اور فوج کی امداد اس جانب کرنی چاہیے تاکہ وہ علاقے جو ہمارے اختیارات سے باہر ہیں وہ ہمارے اختیارات میں آجائیں اور ایسی صورت حال پیدا نہ ہوں کہ وہ فلاسفی which is known as

اس کی وجہ سے ڈرون حملے آگے بڑھتے چلے جائیں اور اس new doctrine کو a new doctrine دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ، legal cover سے پہلے اس کو de facto کر دیا گیا legal cover ہے کہ انہوں نے ڈرون حملہ بھی کیا اور ہمارے علاقوں میں آ کر ، ہیلی کاپٹر پر آ کر ان کے فوجی بھی اترے ، ہمارے لوگوں کو بھی لے گئے، یہاں لوگوں کو شہید بھی کر دیا اور سامان بھی لے گئے۔

Mr. Chairman: Thank you.

Senator S.M. Zafar : Thank you very much. We have to take care of it.

Mr. Chairman: Prof. Muhammad Ibrahim Sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! پارلیمنٹ نے دو قراردادیں پاس کی ہیں اور ان میں بڑے واضح طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ پالیسیوں کو تبدیل کیا جائے اور دوسری قرارداد میں واضح طور پر صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ اگر ڈرون حملے جاری رہیں تو NATO کی supply line کاٹ دی جائے اور اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے۔ ہم دشمن کو ایندھن فراہم کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے اوپر حملہ آور ہو۔ NATO کی supply line کاٹ دیجیے، ڈرون حملے رک جائیں گے لیکن اگر ہم اپنے عوام پر میزائل اور بم برسانے کے لیے خود ہی ان کی مدد کر رہے ہیں تو ڈرون حملے کبھی بھی نہیں رکیں گے۔

جناب چیئرمین! ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ ٹھیک ہے پارلیمنٹ نے اپنا کردار ادا کیا ہے لیکن پارلیمنٹ اپنے آپ کو assert کرے ، پارلیمنٹ گورنمنٹ کو pressurise کرے کہ اس کی قرارداد پر عملدرآمد ہو اور ہم نہیں سمجھتے، آپ ہمارے custodian ہیں کہ ہم اپنے فیصلے کو کیسے نافذ کروائیں ، اس بات کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اگر کسی کو یہ شکوہ ہے کہ وہاں پر غیر ملکیوں کے اڈے موجود ہیں تو اس کا علاج اپنی حکومت کرے، اپنی فوج کرے۔ جب وانا کا operation شروع ہو رہا تھا تو پرویز مشرف نے اعلان کیا تھا کہ چند سو افراد ہیں اور چند ہفتوں کی بات ہے۔ چند سو افراد ہزاروں تک پہنچ گئے اور چند ہفتوں کی بات سالوں پر محیط ہو گئی۔ آج تک چند ہفتے ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے اور مجھے اپنے ان فاضل دوستوں سے یہ شکوہ ہے کہ یہ کبھی روس کو ہمارے اوپر حملہ آور کر دیتے ہیں کہ آپ کا چور یہاں بیٹھا ہوا ہے، کبھی امریکہ کو ہمارے اوپر حملے کی دعوت دیتے ہیں کہ آپ کا چور یہاں بیٹھا ہوا ہے اور

جناب والا! افغانوں پر جو بھی حملہ کرتا ہے یہ اس کے ساتھی بنتے ہیں ، مجھے نہیں معلوم کہ یہ افغانوں کے دوست ہیں یا افغانوں کے دشمن ہیں ، ہندووں کے ساتھ بھی ان کی دوستی ہے ، روسیوں کے ساتھ بھی ان کی دوستی ہے، امریکہ کے ساتھ بھی ان کی دوستی ہے، جو بھی افغان کا اور پشتون کا دشمن ہوگا ان کے ساتھ ان کی دوستی ہو گی اور ہمارے بچوں اور خواتین کو میزائلوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے
اور یہ کہتے ہیں نہیں ایسا ہی ہوگا- یہ آج امریکہ کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں مجھے نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے طرز عمل کی بھی اصلاح کریں- ان کے لیے امریکہ تو غیر ملکی نہیں، ان کے لیے یہود و نصاریٰ تو غیر ملکی نہیں لیکن ان کے لیے مسلمان غیر ملکی بن جاتے ہیں اور یہ مسلمان کے دشمن بن جاتے ہیں- مجھے بہت ہی افسوس ہے-

جناب چیئرمین: جی مولانا رشید صاحب- Last speaker اس کے بعد we will start the debate.

(مداخلت)

سینیٹر انجینیئر ملک رشید احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- شکریہ جناب چیئرمین!
ڈرون حملے اصل میں فاٹا کا مسئلہ ہے- ڈرون حملوں کا سلسلہ فاٹا میں 2006 سے شروع ہوا ہے اور سات سال سے پورے زور و شور سے جاری ہے- ان ڈرون حملوں کی زد میں ہمارے فاٹا کے بہت سارے نوجوان، بوڑھے، عورتیں اور معصوم لوگ آئے ہیں- جناب والا! وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈرون حملوں میں اضافہ ہورہا ہے اس کی بنیادی وجہ کیا ہے- میرے خیال میں اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈرون حملوں اور بیرونی جارحیت کے رد عمل میں ہم نے جو سب سے بڑا option اختیار کیا ہے وہ صرف مذمتی بیان ہے- میرے خیال میں بیرونی جارحیت کے مقابلے میں کسی عملی اقدام کی بجائے صرف مذمتی بیان دینا بزدلی کی علامت ہے- میرے خیال میں اس قسم کے مذمتی بیانات ڈرون حملوں کے معاون ثابت ہوتے ہیں- یہاں پر جب دھماکے ہوتے ہیں تو ہم بھی مذمتی بیان سے کام لیتے ہیں- جب ڈرون حملے ہوتے ہیں تو ہم مذمتی بیان سے کام لیتے ہیں- ہمارے مخالفین کو اب پتا چل گیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس، اس قوم کے پاس، اس حکومت کے پاس ہماری روک تھام کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے- ان کے پاس سوائے مذمتی بیان کے کوئی option نہیں ہے لہذا جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ اگر ان ڈرون حملوں کے رد عمل میں ہماری حکومت کوئی موثر اقدام، یا موثر کردار ادا کرنے کی پوزیشن

میں نہیں ہے تو پھر مذمتی بیانات کو چھوڑ دینا چاہیے، نہ اس ایوان میں اس پر بحث کرنی چاہیے کیونکہ یہ بحث لاحاصل ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس ملک میں دہشت گردوں کے ٹھکانے ہیں تو میرے خیال میں یہاں پر دہشت گردوں کے ٹھکانے اگر بنے ہوئے ہیں تو یہ امریکی کی مداخلت کی وجہ سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے ردعمل میں بنے ہوئے ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ اس ملک میں جو امریکی مداخلت ہے اس کو ختم ہونا چاہیے۔ میں ضمانت سے کہتا ہوں کہ اس ملک سے دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین! یہاں پر ڈرون حملوں کی بات ہو رہی ہے یہ بے شک قابل مذمت ہیں کیونکہ اس میں کافی پاکستانیوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ جناب والا! میں ایس ایم ظفر صاحب کی بات سے agree کرتی ہوں اور میں اپنی دانست میں یہ سمجھتی ہوں کہ فاٹا جیسے اہم علاقے کو صرف پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعے نہیں چلانا چاہیے بلکہ اس کو ایک صوبے کا درجہ دینا چاہیے جہاں ایک مکمل political set up ہو اور وہ عوام کی نمائندگی کریں۔ دوسری بات یہاں پر joint session کے resolution کی بہت ہوتی ہے جو ڈرون حملوں کے خلاف ہم نے اتفاق رائے سے منظور کروائے تھے جب ہم وکی لیکس دیکھتے ہیں اور وکی لیکس کے انکشافات پڑھتے ہیں تو مجھے بڑا دکھ اور افسوس ہوتا کہ ایک صوبے کے انتہائی ذمہ دار شخص، عوامی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ یہ بات کہتے ہیں کہ ڈرون حملے ٹھیک ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ publicly ہم اس کی favour نہیں کر سکتے کہ public خلاف ہو جائے گی۔ ہم میں خود duplicity ہے، ہم خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اپنے cause سے کتنے sincere ہیں، ہم اپنی عوام سے کتنے مخلص ہیں اور ہم امریکن ایمبیسڈر سے اور امریکہ سے کتنے sincere ہیں یہ ہمیں خود examine کرنا چاہیے، اپنے ضمیر سے خود پوچھنا چاہیے کہ ہم چاہتے کیا ہیں اور ہیں کیا؟ ہم آیا پاکستانی ہیں یا ہم ایجنٹ ہیں یہ فیصلہ پاکستانی عوام کو کرنا چاہیے اور parliamentarian کو کرنا چاہیے۔ آپ جو مرضی آئے، جتنی مرضی پارلیمنٹ سے resolutions پاس کروالیں لیکن پارلیمنٹ کے resolutions ایک مذاق ہیں۔ اس کو مذاق بنانے والے ہمارے parliamentarian ہی ہیں کوئی اور نہیں ہے۔ پاکستان میں جو قوتیں مداخلت کرتی ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ان کے parliamentarian کا مزاج کچھ اور ہے۔ یہ عوام میں اپنا ووٹ بنک برقرار

رکھنے کے لیے کچھ اور بات کرتے ہیں دراصل وہ چاہتے کچھ اور ہیں، ان کے مفادات کچھ اور ہیں۔ ہمارے resolutions unimportant بن جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اس روایت کو ختم ہونا چاہیئے، اس duplicity of nature and character کو ختم چاہیے اور اپنے اندر ایک national character پیدا کرنا چاہیے۔ اگر ہم ڈرون حملوں کے خلاف ہیں تو ہم ڈٹے رہیں یہ نہیں کہ ہم پارلیمنٹ میں ایک بات کریں اور جب امریکن ایمبیسڈر سے یا foreign dignitaries سے ملاقات کریں تو دوسری بات کریں۔ اس کا کوئی impact نہیں پڑتا کیونکہ ان کو پتا ہے they are not serious. جناب والا! ہم جب تک بات کی اہمیت کو نہیں سمجھیں گے اور اپنے دل و جان سے یہ نہیں سمجھیں گے کہ یہ ڈرون حملے غلط ہیں، ہماری غیر ملکی طاقتیں ہمیں کبھی بھی seriously نہیں لیں گی اگر ہم اس طرح کے بیانات دیتے رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اب اگر debate شروع کر دی جائے کیونکہ پونے بارہ بج رہے ہیں ابھی تک debate شروع نہیں ہوئی۔ جی مشاہد اللہ صاحب ابھی ڈرون حملوں پر آپ کی بات سن لیتے ہیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دیکھیں جی اس میں، میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مذمت کی باتیں تو بہت زیادہ ہوئی ہیں، آج بھی مذمت ہو رہی ہے۔ مزے کی بات ہے کہ ڈرون حملوں کی مذمت حکومت بھی کرتی ہے حالانکہ اب ہونا یہ چاہیے کہ حکومت کی مذمت اس بات پر کرنی چاہیے کہ وہ آج تک ڈرون حملوں کے خلاف نہ صرف حل پیش نہیں کر سکی بلکہ وہ اس بات کی موجب بنتی ہے کہ وہ ایسی ایسی کہانیاں قوم کو سناتی ہیں کہ ہم امریکہ سے جنگ نہیں لڑ سکتے۔ بے غیرتی کی باتیں کی جاتی ہیں، قوم کے مورال کو down کرنے کی باتیں کی جاتی ہیں۔ کس نے آج تک کہا ہے کہ امریکہ سے جنگ لڑی جائے، کوئی نہیں چاہتا کہ امریکہ سے جنگ لڑیں لیکن اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ڈرون حملے کرتے رہیں۔ دس سال سے حملے ہو رہے ہیں، ایک کمانڈو تو یہ سارے کام کر کے چلا گیا لیکن یہ جو سویلین ملامتی کمانڈو جو آج کل ہیں یہ بھی وہی کہانی سنا رہے ہیں جو پرویز مشرف سنایا کرتا تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں انہیں ایک قرارداد حکومت کی مذمت میں پیش کرنی چاہیے کہ وہاں پر جو افراد مر رہے ہیں، یہاں سے جو مذمتیں ہوتی ہیں، یہ ناکافی ہیں، یہ احمق اور بیوقوف بنانے کی باتیں ہیں۔ اگر آپ really ان لوگوں کی، ان بچوں کی، بوڑھوں کی، عورتوں کی

جو اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ اگر واقعی آپ کو ان کے خون کی کوئی لاج ہے تو پھر آپ حل پیش کریں۔ حکومتوں کا کام مذمتیں کرنا نہیں ہوتا۔ حکومتوں کا کام مسائل کو حل کرنے کے لیے حل پیش کرنا ہوتا ہے۔ حل یہ پیش نہیں کرتے، میں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اس حکومت کی جس نے آج تک ڈرون حملوں کو بند کروانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔ وکی لیکس میں وزیراعظم کے حوالے سے یہ چھپا کہ آپ ڈرون حملے کرتے رہیں اور ہم یہاں مذمتیں کرتے رہیں گے اور انہی مذمتوں کو لے کر حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگ، مذمت پر مذمت کئے جا رہے ہیں۔ ان مذمتوں سے کچھ نہیں بنے گا، ان مذمتوں سے ہم بے غیرتی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر دفن ہو جائیں گے جہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے۔ اس حکومت کی نہ صرف مذمت ہو بلکہ انہیں -------

جناب چیئرمین: شکریہ، جی رازق خان صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: جناب والا! ڈرون کا جو مسئلہ یہ بڑا serious مسئلہ ہے لیکن میرے خیال میں جذبات کی بجائے ہوش میں رہ کر اس کا حل نکالنا چاہیے اور ایس ایم ظفر صاحب نے جس طرف نشاندہی کی وہ بہت ہی اہم بات ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم پہلے اپنے گھر کو صاف کریں وہ کیوں آرہے ہیں۔ جب تک افغان پالیسی میں تبدیلی نہیں آئے گی بات نہیں بنے گی کیونکہ یہ ہماری تباہی کا باعث بن رہی ہے اور یہ صرف ڈرون پر نہیں رکے گی۔ اگر دو چار اور بڑے organ ہمارے ہاں سے نکلے تو کل UN میں ایک resolution پاس ہو گا اور آپ کو disarm کیا جائے گا۔ اس سے پہلے کہ ایسی نوبت آجائے، میرے خیال میں ہمیں پہلے اپنے گھر کو صاف کرنا چاہیے اس کے بعد پھر دنیا کے سامنے بات کرنی چاہیے۔ ڈبل پالیسی والی باتوں کا زمانہ گزر گیا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی عباس صاحب۔

سینیٹر عباس خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں بالکل مشاہد اللہ صاحب کی باتوں کی تائید بھی کرتا ہوں کہ واقعی ہم بہت بے بس ہیں، ہم کچھ کر نہیں سکتے، حکومت بھی کچھ نہیں کر رہی۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کا بھی ایک رول ہے چاہیے کہ ہم اکٹھے ہو کر، اگر گورنمنٹ کچھ نہیں کر رہی اور ہماری بے غیرتی ہے تو جس طرح عمران خان نے دھرنا دیا اسی طرح یہ اپوزیشن بھی ایک پکا دھرنا پشاور اور کوئٹہ میں دے اور اس کو خود بند کر دیں۔ اگر واقعی میڈیا اور number scoring کی

بات ہے اور ہم بار بار چینلوں پر بھی کہتے ہیں کہ یہ ڈرون حملے ہو رہے ہیں۔ ہم بار بار احتجاج کرتے ہیں اور بار بار ٹی وی میں بھی کہہ رہے ہیں اور صبح شام کہتے ہیں لیکن اگر عملی کام کرنا ہے، اگر حکومت بے بس ہے، اپوزیشن تو بے بس نہیں ہے وہ جا کر سڑکوں پر احتجاج کر کے ان ڈرون حملوں کو روکنے کے لیے عملی جامہ پہنائیں۔ جو ہم کہہ رہے ہیں، عوام کو جو دھوکا دے رہے ہیں۔ اپنی ایجنسیوں کو بدنام کر رہے ہیں ان کو اگر سچائی دکھانی ہے تو ہر طرف سے بھرپور احتجاج ریکارڈ بھی کرائیں، دنیا کو بھی پیغام دیں اور ان کی سپلائی لائن کو بند کر دیں۔ ڈرون حملے بھی بند ہو جائیں گے اور پالیسی بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ اگر ہم قوم کے ساتھ مخلص ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سواتی صاحب۔

Privilege Motion, Re: The lack of water and other facilities in the PIA flight bound for Dubai

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, on May 28, 2011, I traveled to Dubai from Islamabad by PIA in Club Class. Flight left for Dubai at 1:30 p.m. We were about eight or nine……..

جناب چیئرمین: بخاری صاحب کہاں ہیں؟ ایک منٹ سواتی صاحب، I need his presence. آپ کا یہ Privilege Motion ہے and I need his presence.

(اس موقع پر قائد ایوان سینیٹر سید نیر حسین بخاری، ایوان میں داخل ہوئے)

Senator Muhammad Azam Khan Swati: We were about eight or nine passengers in Club Class. The total capacity was of 12 passengers in Club Class. There were two air−hostesses and one supervisor supposedly deputed to serve eight or nine passengers. About half an hour after take off, I wanted to use bathroom. I was shocked to know and even today it is disgrace to describe, and utter shame that bathroom was without any water. I enquired from supervisor probably his name was Mr. Khawar, he said yes they do not have water. He gave me a bottle of drinking

water to clean my hands. We had some foreigners traveling in that cabin. Needless to share the conversation and downfall of PIA.

PIA which was one time leading Airline serving millions and millions of people in Pakistan is in shamble. The management of PIA as well as three crew members responsible for that cabin were negligent and their omission has breached my privilege not only as a passenger but also as a member of Parliament, inaction of PIA authorities has brought disrespect to my country which requires the intervention of the Senate.

I, therefore, move that the motion be held in order since it satisfies all the legal requirements of Rule 60 and the matter be referred to the Senate Committee on Privileges. Thank you very much, sir.

Mr. Chairman: Yes, Bokhari sahib.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! اس پر دو باتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو performance تھی

that was not in accordance with the requirements of the PIA. There were negligence in performing their duties, is one thing. Second is the privilege which has been breached of the honourable member. I don't object to it.

Mr. Chairman: The Motion is in order and it is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. S. M. Zafar sahib, please now continue the debate.

Further Discussion Re: The Appointment of the Leader of the Opposition

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: شکریہ جناب چیئرمین۔ گزشتہ دن جو بحث میں نے آپ کے سامنے کی ہے، اس کا مختصراً خلاصہ یہی تھا کہ ہمارے سینیٹ کے قواعد کے مطابق یہ آپ کی discretion میں ہے اور

یہاں کوئی voting کا system نہیں ہوتا بلکہ آپ نے اندازہ لگانا ہوتا ہے کہ کون Leader of the Opposition بن سکتا ہے اور اس کے لیے پھر میں نے مختلف دنیا کے نظائر آپ کے سامنے پیش کیے جن میں یہ بات بڑی واضح انداز میں بیان کی گئی کہ جب Opposition parties موجود ہوں کسی پارلیمنٹ میں یا کسی ایوان میں اور Leader of the Opposition کا چناؤ کرنا ہو تو Opposition Parties میں سے دیکھا جائے کہ کس کی عددی فوقیت ہے۔ جس پارٹی کی فوقیت ہو عددمیں، تعداد میں، اس کے رکن کا چناؤ کرنا as a Leader مناسب رہے گا۔ میں نے اسی وجہ سے بیان کیا کہ ہماری JUI پارٹی اس وقت ہمارے مطابق زیادہ تعداد میں ہے بانسبت مسلم لیگ (نواز) کے۔

اس کے بعد میں نے آپ کو یہ بتایا کہ جہاں تک ہمارے پاکستان مسلم لیگ (قائد اعظم) کے ساتھی ہیں وہ چونکہ ہماری ہی پارٹی کا حصہ ہیں اس لئے ان کو ہماری پارٹی سے علیحدہ نہیں گنا جا سکتا۔ ہمارے آئین کے مطابق ایک بڑا واضح تصور موجود ہے کہ جب ایک political party ایک مرتبہ منتخب ہو کر آجائے تو پھر وہ ایک ہی political party گنی جاتی ہے۔ اس کو دو حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے یہ بات بھی آپ کے سامنے عرض کی کہ rule جس کے مطابق آپ لوگوں کو سیٹ دیتے ہیں، مختلف نشستیں دیتے ہیں، وہ آئینی معاملات طے نہیں کرتا وہ صرف انتظامی معاملات تک رہتا ہے،ہیں کہ کس نے کہاں بیٹھنا ہے اور میں نے اس rule کا بھی آپ کو حوالہ دیا تھا کہ اس کے مطابق یہ محض سیٹوں کی arrangement ہے جو آپ کی صوابدید پر ہوتی ہے۔ اس کی بنا پر parties divide نہیں ہوتیں اور نیا گروپ نہیں بنتا۔

آخر وقت میں، جب میں بحث کر رہا تھا تو میرے پاس ایک چیز تھی اور آپ کے پاس اس وقت اس کی کاپی موجود نہیں تھی وہ ہے، 10th Schedule of the Indian Constitution, اب میں نے وہ مہیا کر دیا ہے آپ کے سیکرٹری صاحب کو۔ میں نے بتایا ہے لفظ "Group" وہاں پر کس طرح ایجاد ہوا اور کن حالات میں اس کو وہاں پر پذیرائی ملی۔ اس میں جناب والا! یہ item No.2 ہے، "disqualification on the ground of defection" یہ وہی ہے جو ہمارے 63(A) میں ہے اور اگر آپ اس کے دوسرے صفحے پر چلے جائیں جو page 387 ہے، یہ زیادہ اہم ہے، "disqualification on the ground of defection not to apply in case of

"merger. اور میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ merger میں اور کسی سیاسی جماعت کے حکومت میں جانے میں بہت بڑا فرق ہے۔

"A member of the House shall not be disqualified under sub Paragraph 1 of Paragraph 2, where his original party merges with another political party and he claims that he and any other member of his original party have become a member of such other political party."

جب merger ہو جائے دو پارٹیوں کا تو پھر disqualification نہیں ہوتی اور وہ بھی who have not accepted the merger and opted to disqualify نہیں ہوگا function as a separate group. یہاں لفظ آیا ہے separate group. جس وقت merger ہو رہا ہو اور کچھ لوگ merger کے خلاف ہوں اور وہ کہیں کہ ہم علیحدہ رہنا چاہتے ہیں تو ان کو group کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔

"And from the time of such merger such other political party or new political party or group, as the case may be, shall be deemed to be the political party to which he belongs for the purpose of sub-Paragraph 1 of Paragraph 2."

اس وقت میں نے عرض کی تھی آپ کے سامنے کہ یہ تصور اور اس قسم کی کوئی provision ہمارے Constitution میں چونکہ موجود نہیں ہے، اس لیے آپ کسی ایک particular party کے لوگوں کے اختلاف رائے کی بنا پر انہیں گروپ کے طور پر نہیں گن سکتے۔ اس موقع پر، اسحاق ڈار صاحب موجود ہیں، اور مجھے ان کا بڑا احترام ہے، میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمارے ارکان نے ان کو اپنے تعاون کی پیشکش کی تھی تو مجھے ان سے یہ توقع تھی، کیونکہ ان کا معیار رہا ہے اب تک، مجھے ان سے یہ توقع تھی کہ وہ ان سے کہتے کہ میں بہت مشکور ہوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میں Leader of the Opposition بنوں لیکن چونکہ میں کسی forward block کے حق میں نہیں ہوں، چونکہ میں نہیں چاہتا کہ پارٹیاں تقسیم ہوں، اس لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن آپ کے ووٹوں کو اپنی جانب count کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ مجھے افسوس ہوا کہ جب ان کی جانب سے list آئی تو اس میں ہمارے لوگوں کا بھی نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے پچھلی مرتبہ بھی

مختصراً کہا تھا کہ جس چیز کو ہمارا آئین، ہماری Supreme Court کی judgments اور ہمارے عوام اپنی رائے سے روکنا چاہتے ہیں وہ ہے پارٹیوں کا ٹوٹنا اور ہارس ٹریڈنگ۔ پارٹیوں کی تبدیلی اور وفاداری۔ اگرچہ یہ وفاداری کی تبدیلی تو نہیں ہے کیونکہ جیسے میں نے آپ کے سامنے ان کی درخواست پڑھ کر سنائی۔ بڑی ہی تفصیل سے اور بڑی دلچسپ درخواست ہے اور آپ کے سامنے وہ درخواست موجود ہے، جس میں انہوں نے کہا اور کیا کہا؟

جناب چیئرمین: کون سی درخواست جناب؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں اپنے ساتھیوں کی یہ درخواست پڑھ رہا ہوں۔ یہ درخواست ہے چار مئی ۲۰۱۱ء گیارہ کی۔ یہ آپ کی فائل میں ہو گی۔

جناب چیئرمین: دو درخواستیں ہیں۔ ایک نہیں دو درخواستیں ہیں۔ ایک چار مئی کی ہے اور دوسری بیس مئی کی ہے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میرے پاس تو اس وقت ایک ہے۔

جناب چیئرمین: جب آپ بحث کر رہے ہیں تو دوسری بھی آپ دیکھ لیجیے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں دیکھ لوں گا۔ پہلے میں چار مئی ۲۰۱۱ کی پڑھ لیتا ہوں

Following the decisions by the leadership of Pakistan Muslim League to join the Government and to sit on the Treasury Benches, we the undersigned members of the Senate belonging to PML(Q) wish to retain our allocated seats.

جس چیز پر زور ہے، وہ allocated seats کا ہے and remain on the Opposition Benches اپوزیشن کی benches ہیں، seats ہیں، ان پر ہم رہنا چاہتے ہیں لیکن کس حیثیت میں رہنا چاہتے ہیں؟ As a separate group within PML (Q) وہ ہمارا حصہ ہیں۔ انہوں نے ہم سے ذرا علیحدہ بیٹھنا پسند کیا ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ ہم جن کے ساتھ بیٹھے ہیں، یہ ان کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہتے۔ میں بھی عادتاً کئی مرتبہ وہیں جا کر بیٹھ جاتا ہوں۔ اسی لابی میں جا کر چائے پی لیتا ہوں۔ اس سے پارٹیاں تقسیم نہیں ہو جاتیں اور میں آپ سے یہ کہوں گا کہ I am quite sure that when you gave them the seats, there must have been some

میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا کہ آپ نے سیٹ کی administrative reasons. Last time
arrangement اس لیے کر دی کہ یہاں شاید جگہ نہیں تھی اور یہ وجوہات بھی اس میں شامل تھیں، جو administrative reasons ہوتے ہیں۔ مجھے پورا پورا یقین ہے کہ you are not one of those people who would like to divide and rule اگر پارٹیوں کو اس طرح تقسیم کریں گے تو اس کا تاثر اس طرح کا ہو گا، جیسا کہ Chairman is becoming a party to the division of the party and thereby going to follow principle of divide and rule which I am sure is not your policy. So, therefore, Pakistan Muslim League (Q) کے ہمارے یہ محترم ممبران، ہمارے ہی ساتھی ہیں، ہمارے ہی عزیز ہیں اور یہ ہمارے ساتھ ہی، جیسے میں نے بتایا they will swim and sink with us, they cannot be treated separately. اور ان کو اس وجہ سے بھی آپ انہیں نہیں کہیں گے کہ that they are not a part of the Opposition. اب میں فاٹا کی جانب آؤں گا۔ فاٹا کے ممبران کی پوزیشن کو بیان کرنے کے لیے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے کل کہا تھا کہ لفظ recognition پر آپ کچھ بتائیں گے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: ہاں! Recognition کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ Recognition کا مسئلہ بھی پروفیسر خورشید احمد صاحب نے پیش کیا۔ وہ ہندوستان کا ایک طریقہ کار ہے۔ ان کی ایک کمیٹی بنی۔ ہوتا یہ ہے کہ راجیہ سبھا ایک بہت بڑی پارلیمنٹ ہے اور ممبران elect ہو کر آتے ہیں۔ کچھ ممبران کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے دوسری application ہے ذرا اس کو بھی آپ دیکھ لیجیے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔ ابھی میں ذکر کر رہا تھا کہ دو applications ہیں۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: میرے پاس ایک ہی ہے۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ دوسری بیس مئی کی ہے۔

We the undersigned would like to inform you that we have decided to retain our seats in the Opposition Benches of the Senate of Pakistan.

یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: یہاں seats کے لیے ہے۔ seats کا مطلب ہے کہ ہم کہاں بیٹھنا چاہتے ہیں۔کہاں ہماری feeling اچھی ہوتی ہے۔کہاں ہمیں اچھا لگتا ہے۔کہاں ہمارے ساتھی موجود ہیں۔کہاں سے ہم اچھا دیکھ سکتے ہیں.it is a seat

(مداخلت)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! ذرا مہربانی کریں .and you will have chance Let's have decorum.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: چلیے جناب! seats کا یہ جو مطلب لیتے ہیں، وہ لے لیں اور اس پر خوش رہیں لیکن قانون کی نظر میں وہ ہماری سیاسی جماعت کا حصہ ہیں۔ میں قانون اور آئین کی بات کرتا ہوں۔ ان کے جذبات جیسے بھی ہیں، وہ اپنے تک رکھیں۔ مجھے ان کے جذبات کا احترام ہے۔ اگر ظفر علی شاہ صاحب ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آگے نامعلوم کیا صورت حال پیدا ہونے والی ہے۔ بہر حال میں اسے چھوڑتے ہوئے فاٹا پر آنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ recognition کی بات کر رہے تھے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ہاں! میں نے recognition کے بارے میں بتایا کہ ہندوستان میں، راجیہ سبھا میں جب بہت سی سیاسی جماعتیں منتخب ہو کر آجاتی ہیں تو کچھ جماعتیں کم تعداد میں ہوتی ہیں اور ان کی تعداد بھی اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ اب اگر وہ ہر سیاسی جماعت کو recognize کرتے کیونکہ recognition کی وجہ سے کچھ political benefits ملتے تھے کہ جن پارٹیوں کو recognize کر لیا جائے، recognize کرنے کے لیے انہوں نے کہا کہ پارٹی ایسی ہونی چاہیے جو quorum maintain کر سکے اور اگر quorum بھی maintain نہ کر سکے تو کم از کم اس کے تیس ممبران ہونے چاہئیں، تب وہ recognize ہو گی۔ ایسا انہوں نے کیوں کیا؟ بھارت کے اپنے نظام کے مطابق جو بھی پارٹی recognize ہو جائے، اس کا ممبر، اپوزیشن لیڈر کے چناؤ کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے یا وہ اپنی demand کر سکتا ہے۔ جو پارٹی recognize نہ ہو، اسے یہ مراعات حاصل نہیں ہیں۔ Non recognized party اپنا اپوزیشن لیڈر کھڑا نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کہاں سے quote کر رہے ہیں؟

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: میں جناب! آپ کو سارا بتا دیتا ہوں۔ آپ کو اس کی زیادہ ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں آپ کو ایک اور چیز بتاتا ہوں، جس کی شاید پروفیسر صاحب کو اطلاع نہیں تھی، میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: دوسری بات انہوں نے یہ کی۔آپ تھوڑی دیر کے لیے مان لیجیے کہ میں آپ کو صحیح اطلاع دے رہا ہوں۔ دوسری بات recognition کے لیے یہ ہے کہ لیڈران کو زیادہ اہم جگہوں پر بٹھایا جاتا ہے۔ جیسے ہم بھی بٹھاتے ہیں۔ تیسرا فائدہ یہ تھا کہ جو recognize نہیں ہوں گے، ان کے لیڈروں کو ایسی اہمیت نہیں دی جائے گی۔ جو recognized political party ہو گی، ان کو Committee seats پر rooms بھی ملیں گے۔ Non-recognized party کو نہیں مل سکیں گے۔ ان کو درخواست دے کر لینا پڑیں گے۔ اس قسم کی کچھ چیزیں تھیں، جو انہوں نے recognized پارٹی کے لیے رکھیں، non-recognized کو یہ نہیں دی جاتی تھیں۔ یہ ان کی صورت حال تھی جو Kaul کی کتاب میں وہ ایک پورا chapter دیا گیا ہے لیکن اب بہت عرصے سے یہ بھی وہاں پر ختم ہو گیا ہے۔ میں آپ کو لے جاتا ہوں، یہ جو کتاب آپ کے پاس ہے، اس کا صفحہ ۳۸۶ آپ کھول لیں۔

If you have got the same book as mine sir, my book is probably sixth Edition, what is yours?

Mr. Chairman: Recognition of Political Parties in Parliament.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: آپ کا کون سا Edition ہے۔ میں نے اس کی کاپی دی ہے۔ راجہ صاحب! آپ وہ کاپی دے دیجیے۔ اس کا Practice and Procedure of Parliament, sixth Edition. جی۔ اس کا صفحہ آپ کھولیے۔

جناب چیئرمین: آپ نے جو کاپی دی ہے میں اس میں سے دیکھ لیتا ہوں۔

سینیٹر ایس ایم۔ ظفر: صفحہ ۳۸۶ کھول لیجیے۔

جناب چیئرمین: مل گیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ صفحہ ۳۸۶ کی آپ بات کر رہے ہیں؟

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: جی۔ اس کے صفحہ ۳۸۶ کا کہہ رہا ہوں اور آپ کو لے جاؤں گا facilitate to legislative parties سے اوپر کے پیرا گراف پر۔ یہاں پر consequently کا لفظ ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

Consequently from the 11th Lok Sabha onwards while legislative parties continued to enjoy certain functional facilities on the basis of their numerical strength in the House, the practice of according recognition by the Speaker in terms of directions 120, 121 was done away with.

اب انہوں نے ختم کر دیا ہے۔ اس سے اوپر کا پیرا گراف پڑھ لیں۔ In the context of the break up, a group that emerged due to split in the legislative parties in the Lok Sabha, a view came to be established that accord of recognition to political parties came within the solemn domain of the Election Commission of India. اور recognition کا بھی تصور ختم کر دیا۔ And the matter has gone to Election Commission. تو وہ الیکشن کمیشن میں جا کر اپنے آپ کو پارٹی declare کرا سکتے ہیں تو کر لیں ورنہ نہیں۔ یہ recognition کی آپ کے سامنے جو بحث کی گئی ہے، میں عرض کروں گا کہ وہ unrelated تھی۔ بلاشک وشبہ اس میں علمیت ہے لیکن اس کیس میں ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گلشن سعید صاحبہ آ گئی ہیں، اچھا ہوا کیونکہ میں ان کے متعلق ان کی absence میں نہیں کہنا چاہتا تھا۔ وہ تشریف فرما ہو جائیں۔ انہوں نے کل بھری محفل میں ایک open secret کا راز کھول دیا۔ مجھے افسوس ہوا جب انہوں نے برملا کہا کہ جب President *Sahib* کا الیکشن ہوا، انہوں نے اپنا تو اعلان کیا اور باقی لوگوں کا بھی ذکر کیا۔

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید: ہماری جماعت کے آدھے ووٹ غائب تھے، لوگوں نے دیے اور۔۔۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: انہوں نے کہا کہ ہماری پارٹی کے بہت سارے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: مجھے بات کر لینے دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ریکارڈ آجائے گا لیکن فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری پارٹی کے بہت سے لوگوں نے جناب آصف علی زرداری صاحب کو ووٹ دیے۔ یہ خوشی کی تو بات نہیں تھی کہ جس کا ذکر کیا جاتا۔ مشاہد حسین سید، ہمارا اتنا اچھا، پڑھا لکھا، candidate جس کے خلاف کرپشن کا کوئی الزام نہیں تھا، اگر وہ اس ملک کا صدر منتخب ہو جاتا تو نہ معلوم ملک کی کتنی شان ہوتی اور ہماری پارٹی کا بھی کتنا اچھا وقت ہوتا۔

(مداخلت)

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: وہ علیحدہ issue ہے۔ بہر حال میں بتا رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چلیں بیگم صاحبہ۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: یہ تو ختم ہو گیا، اب میں فاٹا پر آتا ہوں۔ اس کے لیے آپ Article 59 of the Constitution پر آجائیں۔

> "The Senate shall consist of 100 members of whom 14 shall be elected by the members of each Provincial Assembly and 8 shall be elected from the Federally Administered Tribal Areas in such manner as the President may by order prescribe".

اگر آپ President Order No. 40, 2002 دیکھیں، اس کا نام ہے Senate (Election of Members from the Federally Administered Tribal Areas Order 2002). جناب! Section 2 کے مطابق

> "Members of the Senate from the Federally Administered Tribal Area shall be elected by the members of the Federally Administered Tribal Areas in the National Assembly".

قومی اسمبلی کے ممبران سینیٹ کے ممبران کو elect کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی اگلے صفحے پر 07 July, 1975 کا دوسرا notification بھی ہے۔ اب آپ ایک دوسرے document, Conduct of General Election Order 2002 پر آجائیں۔ اس میں (b)8 دیکھیں۔

The Senate shall consist of 100 members of whom;

b) eight shall be elected by direct and free vote from the Federally Administered Tribal Areas;

میں جس لفظ پر emphasis کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ ممبران بھی غور فرمائیں گے

free vote from the Federally Administered Tribal Area.

جناب چیئرمین: Free vote سے کیا مطلب ہے؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: آپ نوٹ فرما لیں میں آگے چل کر اس کو connect کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جہاں تک ہمارے Federal Areas کا تعلق ہے، میں پہلے Constitution سے فارغ ہو جاؤں کہ by virtue of Article 264 وہاں پر ہمارا قانون نافذ نہیں ہے۔ اس Article کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ Federal Areas میں ہمارا پاکستان کا قانون نافذ نہیں ہے اور Political Parties Act پر بھی apply نہیں ہوتا۔ وہ تو accepted position ہے، آپ کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وہ Article 246 ہے۔ 264 تو Effect of Repeal of Laws ہے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی ہاں وہ الٹا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ آگے بھی ہے اور یہ 247 تک جائے گا۔

Senator S. M. Zafar: These have to be elected free. Free means without any Political Parties Act being there. Political Parties Act has not been applied to FATA at all and where Political Parties Act apply, what happens? Sir, in case of Political Parties, you will be governed by certain laws which are very clear on the matter.

جناب چیئرمین: یہ آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں کہ جہاں لکھا ہے کہ Political Parties Act is not applicable? یہ Constitution کے کون سے sub article میں ہے؟

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: جناب! جہاں پر آپ Political Parties Act apply کرتے ہیں، پہلے وہ دیکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شہید بی بی نے for the application of the Political Parties Act on the Tribal Areas ایک petition file کی تھی۔ I don't know what has happened to that petition? Bukhari Sahib, is it still pending? بخاری صاحب، شہید بی بی نے جو پٹیشن دائر کی تھی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ابھی تک اس پر کوئی judgment نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: اس کی hearing ہوئی تھی؟ Can you find out?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I don't know whether that was filed or not.

Mr. Chairman: If you can kindly find out.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میں یہ بھی پتا کر لیتا ہوں کہ یہ فائل ہوئی تھی یا نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا نوٹ کر لیں۔

Senator S. M. Zafar: I know it is pending.

Mr. Chairman: Still pending?

Senator S. M. Zafar: Still pending.

جناب چیئرمین: Still pending ٹھیک ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: جناب! آپ کے پاس Conduct of General Elections 2002 ہوگا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ نے کیا فرمایا ہے؟

Senator S. M. Zafar: Political Parties Order with the conduct of General Election Order.

جناب چیئرمین: کون سا section ہے؟ Political Parties Order 2002.

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جناب! اس میں page 39 پر section 14 دیکھیں۔

"Notwithstanding anything contained in any other law for the time being in force, a political party shall be eligible to obtain an election symbol". So political parties get election symbols.

پھر آپ Conduct of Elections (Representation of People Act) کا section 12 دیکھیں، جب پارٹی کے ممبران nomination کرتے ہیں

جناب چیئرمین: کونسا section ہے؟

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جناب! آپ کو بتاتا ہوں۔ جناب! یہ conduct of election, the representation of People Act section 12 ہے جب party کے ممبران nomination کرتے ہیں، section 12 (2) (b) ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے مجھے section 12 نہیں دیا۔ یہ conduct of general election ہے۔

Senator S.M. Zafar: A declaration about his party affiliation, if any along with the certificate from the political party showing that he is a party candidate from the constituency for which nomination papers are being filed. Political parties

کا election symbol ہوتا ہے، ممبران کو apply کرنا پڑتا ہے اور declaration دینی پڑتی ہے کہ وہ political party سے belong کرتے ہیں۔ اب ایک مرتبہ دوبارہ آئین کے جانب آجائیں، میں اپنے point of argument کی طرف آتا ہے، section-51 of the Constitution ہے۔ آپ کے پاس Section-51 آگیا ہے، آپ اس کا proviso دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔ Section-51 یہ National Assembly کے بارے میں ہے، at the end of the Article provided ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جناب! اس سے پہلے میں (d) پڑھنا چاہتا ہوں، آپ کو Article-51 مل گیا ہے، آپ اس کے sub-Article-4 پر چلے جائیں، اب اس کا (4) پڑھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ پڑھیں۔

Senator S.M. Zafar: (d) members to the seats reserved for women which are allocated to a Province...

جناب چیئرمین: یہ sub-Article-6 کا clause (d) ہے، for the purpose of election to the National Assembly. آپ یہی بتانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: یہ for the purpose of election to the National Assembly ہے، ٹھیک ہے۔ اب proviso پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Senator S.M. Zafar: "Provided that for the purpose of this sub-clause the total number of general seats won by a political party shall include the independent returned candidate or candidates who may duly join such political party within three days of the publication in the official Gazette of the names of the returned candidate".

میرا یہ provision پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ جو settled area ہے۔

(اس موقع پر اذان برائے نماز جمعۃ المبارک سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی ایس۔ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: میں جلدی جلدی بات کر لوں، اب آپ 47-A of the Representation of People Act بھی پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: آپ Article-51 کو refer کرنا کیوں چاہتے ہیں، جلدی نہ کریں کیونکہ you know that is this very important issue. آپ برائے مہربانی Article-51 کو refer کیوں کر رہے ہیں، مجھے یہ بتائیں؟

Senator S.M. Zafar: The Representation of People Act کا 47-A ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے Article-51 جو proviso refer کیا ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: میں نے آپ کو اس لیے بتایا ہے کہ independent candidates کو time دیا گیا تھا کہ آپ تین دنوں کے اندر political parties کو join کر سکتے ہیں، اگر join نہیں کریں گے تو ان کو independent گنا جائے گا۔ میں بعد میں لفظ detach پر آنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہر جائیں، میں note کر لوں۔ جی اب آپ فرمائیے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: آپ Article-47-A of Representation of People Act پڑھ لیجیئے۔

جناب چیئرمین: کونسا section ہے؟

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: یہ Article-47-A ہے۔

جناب چیئرمین: یہ Representation of People Act ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: یہ 1977 کا ہے یا کس کا ہے۔

Senator S.M. Zafar: Article 47-A,

میں نے آپ کو جو copy دی ہے، اس میں ہے،

for the purpose of election to seats reserved for women and non Muslims...

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ ٹھہر جائیں، let me take out the copy. یہ 1976 کا ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: جی ہاں، یہ پرانا ہے، ابھی تک وہی چل رہا ہے،

"for the purpose of election to seats reserved for women and non Muslims in the National Assembly or Provincial Assemblies, the political parties contesting election of such seats shall, within the period fixed by the Election Commission for submission of nomination paper file separate list for their candidate in order of priority for seats reserved for women non Muslims, with Chief Election Commissioner or as the case may be direct to the provincial commissioner".

جناب! میں ساری چیزیں پڑھنے کا مقصد بیان کر دوں۔

Mr. Chairman: This is concerning the women and non Muslim not the independents.

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: یہ Women and non Muslim کا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ independents کے بارے میں نہیں ہے۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: یہ independents کے بارے میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اس کو refer کرنے کا کیا مقصد ہے؟ آپ اس کو refer کر رہے ہیں، would you kindly let me know the reason of referring to this particular section of the Representation of People Act 1976.

سینیٹر ایس۔ایم۔ظفر: ابھی تک جتنی باتیں کی ہیں، ان کا خلاصہ بتانے لگا ہوں کہ کیا وجہ ہے۔ آپ نے بڑی محنت کی اور آپ نے patience show کیا ہے and we have been able to go through the law. What is the object of going through it, from Articles-51, 59 and all these laws that in the settled area, there is a proper political parties election regime, I use the word "regime". جہاں Political Parties Act apply کرتا ہے، وہاں یہ category ممکن ہے۔

Party in power, members belonging to party in power, members belonging to opposition and detached the word "detached" applies to my mind although we use the word "independent" also but in the world parliamentary context to which my very dear and honourable friend Professor Khurshid Ahmed mentioned yesterday from the world "Parliaments Book" and he used the word "detached". The word "detached" is used only in the context and a regime where there is a political party regime available. An area such as FATA, where there is no political party, where all these requirements are not there, that you file with your nomination paper a declaration that I belong to a political party. Where he does not get a symbol, where if a woman went to fight the election, she doesn't have to come through a political party. We have to have a different concept, we can't use the same concept of a detached person. He, by virtue of, our folly and omission has continued to remain separate from our political system and we have to deal with him independently. His status and stature will be quite different.

Mr. Chairman: This is your argument with regard to the FATA independents, not the settled area independents.

Senator S. M. Zafar: That is true, I talk about the FATA area.

FATA area کے لیے ہمیں concept change کرنا پڑے گا، we will have to think differently. We can't say the same thing ایک بندے کو independent اجازت دی تھی کہ وہ political party میں جائے، وہ نہیں گیا اور independent لڑا، وہ detach رہا، ٹھیک ہے۔

He may or may not be considered one way or the other but a person coming from FATA, where we have not given him the chance to become a member of a political party and he fights as

an independent, we have to deal with him quite differently, there in the world parliaments otherwise.

Mr. Chairman: And for sitting independent are you relying only on Article 51 proviso or something else also?

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب! میں نے ان ساروں کو تو ایک political regime کے لیے کہا ہے کہ یہ detach لوگ ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے جب FATA میں الیکشن لڑا تھا تو انہوں نے بھی ایک declaration دیا تھا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اسے آپ sum up کر لیجیے گا۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ان کی declaration یہ تھی کہ جب ہم الیکشن میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہم حلفاً یہ لکھ کر جمع کرتے ہیں کہ ہم آزاد ہو کر منتخب ہو رہے ہیں۔ یہ آزاد detached نہیں ہے، یہ اور nature کے آزاد ہیں۔

جناب چیئرمین: یعنی جو فاٹا کے members ہیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی ہاں جو فاٹا کے ہیں۔ ان کے لیے آپ کو ایک اور نئے انداز سے سوچنا ہو گا۔ یہ کہنا کہ چونکہ وہ اب کسی political party میں نہیں ہیں تو جس وقت بھی Leader of the Opposition کے انتخابات ہوں گے تو وہ بے معنی ہوں گے، ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ ممکن ہے کہ detached لوگوں کے لیے کہا جا سکتا ہو لیکن independent from FATA are entirely different and we have to give them their respect. یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم نے ان کو political parties act نہیں دیا اور اب ہم انہیں political parties act بھی نہ دیں اور ان کو اپنی سوچ اور رائے آپ تک پہنچانے کی اجازت بھی نہ دیں جو کہ وہاں سے کوشش کی جا رہی ہے تو یہ بالکل نامناسب ہو گا لیکن ان لوگوں کو جن کو political parties act کی رعایت دی گئی ہے وہ detach رہنا چاہتے ہیں تو اگر ان کو آپ رائے نہ دینا چاہیں تو نہ دیں۔ وہ independent مختلف ہیں، یہ independent مختلف،

there are two different categories of independents.

Mr. Chairman: Are you arguing that Article 51

کا جو proviso ہے،

it is only applicable to independents of settled area and not FATA area. This is your line of object.

Senator S. M. Zafar: Because there is no political party there. Now, sir having said all this, having made my point that our friends are not separate from us, don't count them in any way, except with us.

یہاں پر ذکر ہوا کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے خط لکھا۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ذرا hold کیجیے گا۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جی جناب، آپ نوٹ کر لیجیے۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: یہاں پر ایک ذکر ہوا کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے ایک خط لکھا اور انہوں نے کہا کہ یہ ممبران مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو support کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ دو خط اور بھی آئے ہیں۔ آپ کو اس کی copies دی گئی ہیں؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: مجھے دی گئی ہیں، میں وہ بتانے لگا ہوں۔ انہوں نے بعد میں اس چیز کو بڑا واضح کیا کیونکہ مجھ سے بھی ایک دفعہ ٹیلی ویژن پر پوچھا گیا کہ آپ کا نام اس لیٹر میں ہے تو میں نے کہا کہ مجھ سے تو نہیں پوچھا گیا تھا لیکن اگر انہوں نے لیٹر میں میرا نام دیا ہے تو وہ leader of the party ہیں، وہ نام دے سکتے ہیں۔ اب انہوں نے لیٹر لکھا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ مولانا صاحب کو support کر رہے ہیں، میں نے یہ کہا کہ اگر آپ ان کی رائے لینا چاہتے ہیں تو پھر ان کی رائے بھی لے لیجیے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں میں آپ سے عرض کروں، there are 4, 5 letters جو آپ کی پارٹی کی طرف سے آئے ہوئے ہیں، I would like you to dilate upon them also, اگر آپ کے پاس نہیں ہیں تو سیکریٹری صاحب! سب کو یہ copies دے دی جائیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: میں ختم کر لوں۔

جناب چیئرمین: اب نماز وقت ہو گیا، اب Monday کو سنیں گے۔ آپ conclude کر رہے ہیں؟ پھر ان letters کے بارے میں آپ مجھے بعد میں جواب دیں گے؟

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اگر آج شام کو رکھ لیں تو میں فارغ ہو سکتا ہوں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! میں Monday کو نہیں ہوں گا، اگر آج afternoon کا session کر لیں تو میں صرف آدھا گھنٹہ بولنا چاہوں گا یا پھر نماز کے بعد آدھا گھنٹہ رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: ایسا کرتے ہیں کہ نماز کے بعد رکھ لیتے ہیں۔ سید صاحب! آپ conclude کر لیجیے گا اور وسیم سجاد صاحب اپنے arguments دیں گے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: مجھے صرف دس منٹ دیجیئے۔

جناب چیئرمین: آج رکھ رہے ہیں، نماز کے بعد کر لیں کیونکہ ساڑھے بارہ بج گئے ہیں۔ کتنے بجے رکھیں تا کہ سب لوگ exact time پر پہنچ جائیں۔ دو بجے رکھ لیتے ہیں۔ سوا ایک بجے نماز ختم ہو جاتی ہے۔ Sharp 2.00 p.m. we'll meet again, adjourned till that time.

(اس موقع پر ایوان کی کارروائی دن 2 بجے دن تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفے کے بعد ایوان کی کارروائی 2 بج کر 11 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین، جناب فاروق ایچ نائیک دوبارہ شروع ہوئی)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میں ایک اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سینیٹ کے رپورٹنگ سیکشن میں Air-conditioner تین دن سے کام نہیں کر رہا ہے۔ متعلقہ افسران کو متعدد بار بتایا گیا مگر ابھی تک شنوائی نہیں ہوئی۔ چونکہ بڑی اہم بحث شروع ہے اور ہمیں معزز ممبران کی تقاریر کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بڑی بری حالت میں ہیں اور تسلی سے کام نہیں کر سکتے۔ ان کے ہاں جو Air-conditioner ہے وہ free on ہے اگر بلنگ ہو تو میرے خیال

میں دومنٹ کے اندر ان کا یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔وہ بیچارے مصیبت میں ہیں اور overtime لگا کر کام کر رہے ہیں لیکن اگر وہاں پر cooling نہ ہو تو پھر کس طریقے سے کام ہوگا۔اس کو جناب ذرا دیکھ لیں۔مہربانی ہوگی۔

Mr. Chairman: I will look into it.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: ایک point of order کی اجازت ہے جی۔

جناب چیئرمین: نہیں جی ،ابھی debate ہو رہی ہے۔آپ Monday کو کر لیں۔ جی سید صاحب۔

سینیٹر ایس۔ایم۔ ظفر: جناب چیئرمین صاحب !اب تک کی میری گزارشات کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے جو محترم ارکان فاٹا سے منتخب ہو کر آتے ہیں ان پر وہ political regime, political parties regime apply نہیں کرتی جو کہ settled areas کے متعلق کرتی ہے۔ ان پر یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ پہلے یہ declaration دیں کہ وہ کسی سیاسی جماعت کا حصہ ہیں۔ ان پر یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ الیکشن کمیشن سے اپنے الیکشن کے لیے جا کر symbol لیں ، ان پر یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ منتخب ہونے کے بعد اپنی پارٹی سے علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ یہ تمام جو ضروریات اور دیگر بے شمار ہیں جن کا میں نے مختصر حوالہ دیا ہے، تفصیل میں جاؤں تو شاید اور بھی زیادہ بڑا جنگل ہو جائے۔ یہ تمام ان کے لیے لازم نہیں آتیں۔اسی وجہ سے جب ان کے انتخابات کا ذکر آیا Presidential Order میں تو یہ لفظ بڑی consciously استعمال ہوا کہ they will be elected out of a free vote. آپ نے اس وقت بہت ہی pertinent سوال پوچھا تھا کہ یہ free vote کا مطلب کیا ہے۔ اس وقت میرے اندازے کے مطابق اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ یہ political parties کے تمام لوازمات اور ضروریات سے مبرا ہو کر اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھتے ہوئے ووٹ ڈالیں گے اور اس طریقے سے منتخب ہو کر آئیں گے۔ان کا یہ character ہے اور ان کی یہ حیثیت ہے۔ اس حیثیت کو آپ نے یقینی طور پر recognize بھی کرنا ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ جو باقی دنیا کے ممالک میں اصول ہیں اول تو میں نے وہ بھی دیکھا ہے جو World Parliament کی کتاب میں ہے اس میں categorization ضرور کی گئی ہے الف ، ب ، ج ، د لیکن یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ جو detached vote ہے اس کو consider کرنا ہے یا نہیں at the time of the appointment of the

محض دکھادینا کہ categorization ہو گئی ہے اس سے کوئی جواز یا argument نہیں بنتا، کوئی توجیہ قائم نہیں ہوتی۔ ایک واقعہ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ classification ہوئی ہوئی ہے لیکن classification سے آگے بڑھ کر نہ اس کتاب نے کوئی بات کہی ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے کچھ مزید ہمیں بتایا کہ اس سے فرق کیا پڑتا ہے لیکن جو چیز میں عرض کر رہا ہوں اس کے مطابق فاٹا کے ہمارے ممبران کو ہر وقت یہ موقع حاصل ہے کہ وہ اپنا عندیہ دے سکیں کہ وہ اس موقع پر جب ان سے پوچھا جارہا ہے کس جانب ہیں ۔ یہ الفاظ جو میں نے استعمال کیے ہیں کہ ان سے پوچھا جائے کہ اس وقت جب ان سے پوچھا جا رہا ہےوہ کس جانب ہیں۔ یہ الفاظ انگریزی میں یوں بیان ہوں گے.for the time being where are they کیا یہ الفاظ میں نے اپنے دماغ سے اختراع کیے ہیں، کیا ان کی کوئی بنیاد بھی ہے۔ اگر تو یہ میری اختراع ہے تو آپ اس کو ignore کردیجیئے لیکن آپ میرے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے جائیے پھر definition of the Leader of Opposition پر۔ For the time being جو ان کا opinion ہے اس کو آپ نوٹ ضرور فرمائیں۔ Leader of the Opposition means "a member of a House who in the opinion of the Chairman of the Senate is for the time being". So, at this particular time when a new Leader of the Opposition is to be elected what will be the position of the FATA members. اتفاق سے جو issues محترم اسحاق ڈار نے اٹھائے تھے وہ بھی اس معاملے میں میری بڑی مدد کرتے ہیں۔ ?You have the issues Rabbani Sahib نہیں ہیں۔ جناب اگر issues ہیں تو مجھے دوبارہ ایک کاپی دے دیں میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ ویسے میرے پاس ہیں تو سہی۔

جناب چیئرمین: جی میرے پاس ہیں ۔ ایک کاپی اور ان کو دے دیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: ایشو نمبر ۱ ہے۔ دوسرا یا تیسرا آپ پڑھیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ سیکرٹری صاحب سے لے لیجیئے پھر مجھے واپس کر دیجیئے۔ آپ اس کی کاپی کروالیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم ظفر: بہت شکریہ۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جب وکالت بھی کرتا ہوں تو کوئی associate ساتھ ہوتا ہے اور بڑی آسانی ہو جاتی ہے اور وہ عادت کہاں سے لائیں دوبارہ کہ خود بھی کچھ کر سکیں۔

Mr. Chairman: Senior Counsel always need a junior counsel.

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: اب یہ دیکھیں ان کا issue NO.2 Whether members elected on independent seats including FATA having declared their alliance can change there alliance after the vacancy of Leader of Opposition has occurred یہ احساس ہے کہ جب Leader of Opposition نیا آئے تو at that time کیا ان کی پوزیشن ہے۔ جواب یہ ہے کہ Yes, they can. They are entitled to express themselves. اور جب انہوں نے express کیا ہے تو میرے پاس جواب تک ریکارڈ ہے اس کے مطابق ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی ہے اور اس کی وجوہات بھی بیان کی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ شروع سے بہت ساروں کی JUI(F) کے ساتھ ہمدردیاں رہی ہیں، کسی نے تو کہا ہم ان کے allies بھی تھے اور اب انہوں نے کہا کہ ہماری تمام support ان کو حاصل ہے۔ چنانچہ میری گزارش آپ سے یہ تھی کہ جب آپ یہ اندازہ لگانا چاہیں کہ Leader of the Opposition کون ہو تو آپ کو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ پارٹیوں میں سب سے زیادہ تعداد کس کے پاس ہے۔ دنیا کے تمام نظائر کے مطابق جس کے پاس زیادہ تعداد ہے، اس کو Leader of the Opposition قرار دینا لازم قرار دیا گیا۔ یہی definition تمام قوانین میں پائی گئی ہے اور تقریباً یہی definition ظفر علی شاہ صاحب نے بھی جو کتابیں پیش کی ہیں، اس میں بھی نظر آئے گی آپ کو۔ ہمارے اراکین جو پاکستان مسلم لیگ (قائدِ اعظم) سے ہیں، میں نے عرض کیا کہ وہ ہماری ہی پارٹی کا حصہ ہیں۔ ان کو one party, one united party, one single party سمجھا جائے، 63A میں جو لفظ ہے one single party اس کے ممبر ہیں۔ ان کو اپوزیشن کی جانب آپ count نہیں کر سکیں گے بلکہ میں نے یہ بھی آپ سے عرض کی کہ یہ غلط مثال ہوجائے گی اور وہ جو ہم روکنا چاہتے ہیں کہ سیاسی جماعتوں میں ریخت اور شکست نہ ہو، بلکہ میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ

horse trading نہ ہو، وفاداریاں تبدیل نہ ہوں، اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ اسی تشریح کو آپ مانیں۔

آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور custodian کی حیثیت سے آپ کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ آپ جمہوری روایات کو تقویت دیں اور غیر جمہوری روایات کے خلاف فیصلے کریں۔ اگر آپ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ سیاسی جماعتیں ناراض ہو کر علیحدہ بیٹھ جائیں تو ان کو آپ گنجائش دیں گے کہ وہ کسی اور جماعت کے ساتھ اپنے تعلقات پیدا کر سکیں تو یہ دراصل ابتدا ہو گی horse trading کی۔ اس کو روکنا اور اس کے خلاف نقطہ نظر رکھنا، یہ آپ کا بطور guardian of the House ایک فرض بنتا ہے۔

جہاں تک فاٹا کا تعلق ہے، میں نے آپ کو دکھایا کہ میرے ملک کا نظام باقی ملکوں سے مختلف ہے جس کو پنجابی میں کہتے ہیں 'وکھرا' نظام ہے۔ یہ جو ہمارا وکھرا یا مختلف نظام ہے، اس کے مطابق فاٹا کے اراکین کو آپ وہ عام detached member نہیں گن سکتے، ان اراکین کا حق ہے کہ ان کو چونکہ یہاں بغیر پارٹی سسٹم لایا گیا ہے، آپ ان کی رائے کا اندازہ لگائیں۔

جناب! اب میں آتا ہوں ایک آخری پوائنٹ پر اور اس کے بعد میں مختصراً اپنی بات ختم کردوں گا۔ میں معافی چاہتا ہوں آپ سے کہ باوجود اس کے کہ آپ کی memory بہت اچھی ہے، میں جانتا ہوں کہ آپ نے کتنے بڑے بڑے مقدمات میں بڑی تفصیل سے خود بحث کی ہوئی ہے، Leader of the Opposition کی definition پھر پڑھتے ہیں:

"Leader of the Opposition means a member of a House who, in the opinion......."

میں نے عرض کی تھی کہ Leader of the House کی appointment کے لیے حکم کافی ہے اور حکم بھی کسی ایسے شخص کا جو اس House کا member نہیں ہے، جو اس House سے elect نہیں ہوتا یعنی وزیرِ اعظم۔ انہوں نے بڑے اچھے Leader نیر بخاری صاحب کا انتخاب کیا لیکن اگر ان کا نہ کرتے، کسی اور کا کر دیتے تب بھی کوئی اعتراض نہ کر سکتا۔ آپ کے معاملے میں، Leader of the Opposition کے معاملے میں آپ کو discretion دی گئی ہے .with the word opinion جب کبھی کوئی لفظ تشریح طلب ہوتا ہے تو ہم وکلا صاحبان ڈکشنری کی جانب جاتے ہیں۔ یہ لغت بھی ایک بڑا ادبی ارتقاء ہے۔ پہلے لغت نہیں ہوا کرتی تھی، اب لغت کے آجانے کی وجہ سے بڑی آسانی ہو گئی ہے۔

جناب! یہ میرے پاس Oxford Dictionary of English ہے۔ ہم opinion کو as a noun پڑھتے ہیں and Chairman has an opinion. آپ کو میں نے ڈکشنری دی ہے۔ یہ Oxford English Dictionary کا second edition (revised) ہے، یہ تقریباً latest ہے۔ نیچے درمیان کے کالم میں لفظ "opinion" نکلے گا۔

> "Opinion means a view or judgment formed about something, not necessarily based on facts or knowledge."

اس کے بعد دوسری side کے column پر آجائیے جہاں نمبر 2 لکھا ہوا ہے۔

> "Statement of an advice by an expert on a professional matter, if in doubt get a second opinion.
>
> *Law*: a barrister's advice on the merits of a case.
>
> *Law*: a formal statement of reasons for a judgement given.
>
> Phrases
>
> <u>be of the opinion that</u>
>
> believe or maintain that
>
> <u>a matter of opinion</u>
>
> something not capable of being proven either way.

یہ الفاظ دیکھیے opinion means something which is not provable either way. اس کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ ہیں آپ کے اختیارات۔

اب میں آپ کے سامنے ایک ایسی بات عرض کرنا چاہوں گا جس کی جانب شاید توجہ نہیں دی گئی اور دینی چاہیے۔ یہ لفظ جو استعمال ہوا ہے he shall be the leader of the members in Opposition. کیا آپ نے جب چنا ہے تو یہ دیکھ کر چنا ہے کہ he is the

leader of the members in Opposition یا کہ جس کو آپ نے چن لینا ہے وہ Leader of the Opposition ہوجائے گا۔ Let us read it in a different way. میں اس کو دو حصوں میں تقسیم کرکے پڑھ رہا ہوں۔

> "Leader of the Opposition means a member of a House who, in the opinion of the Chairman of the Senate is the leader……"

ایک حصہ یہ ہوگیا۔ میں دوبارہ پڑھتا ہوں، یہ بڑی نفیس سی کوئی بات ہے اور یقیناً آپ ضرور اس کو پہچان جائیں گے۔

> "Leader of the Opposition means a member of the House who, in the opinion of the Chairman…."

Once you have an opinion about a person to be the Leader of the Opposition, then what happens, then he becomes for the time being the leader of the members in Opposition.

پھر وہ از خود Leader of the Opposition ہوجاتا ہے، پھر وہ JUI(F) کا leader نہیں رہ جاتا۔ اگر ڈار صاحب کو آپ appoint کردیں گے تو ڈار صاحب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لیڈر نہیں رہ جائیں گے، وہ تمام اپوزیشن ارکان کے لیڈر بن جائیں گے۔ اس لیے یہ طے کرنا ضروری نہیں ہوتا کہ تمام اپوزیشن ارکان میں سے کس کی تعداد اس کی طرف زیادہ ہے اور کس کی کم ہے بلکہ آپ نے اندازہ لگانا ہوتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم اور بڑا vital نکتہ ہے۔ اس کے لیے میں ایک اور وجہ بیان کرنا چاہوں گا۔

جناب! آپ کو لفظ Opposition میں "O" کیسا دکھائی دے رہا ہے؟ کیا یہ capital ہے؟

جناب چیئرمین: جی capital ہے۔

Senator S. M. Zafar: Why? Why not in small letter? It embraces every opposition member. Then he becomes a leader of every member.

جس طرح Prime Minister کو جب ہم کہتے ہیں کہ Prime Minister elect ہو گیا، چاہے اس کو oppose بھی کیا گیا ہو، then he represents the entire House. اسی طرح President کو ہم کہتے ہیں کہ وہ elect ہو گیا،

he then represents the entire country. This is what it means. It does not mean you have to select that he has more number in his favour; we have to make a judgment. We have to make a judgment, who in your judgment can run the House better. In this case, it is quite obvious that a party which has got more number, a party who is getting the support of the people of FATA, who at this moment are facing the worst time.

سارے drone attacks تو وہیں ہو رہے ہیں۔ سارے مسائل تو وہیں پڑے ہوئے ہیں، اگر ان کی support کسی ایک لیڈر کو مل رہی ہے تو your choice, in that case, is the best choice. اب میں نے اس لحاظ سے آپ کی proceedings پڑھ کر دیکھی ہیں-----

06-06-2011 کو یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ اس سے پہلے 19-05-2011 کو راجہ محمد امین کے note کے بعد آپ کا اپنے pen سے note ہے

> "In order to meet the ends of justice, fair play and equity, it is necessary that Senator Hamayun Mandokhel and Senator Hafiz Rashid as well as Senators from PML (Q), who have signed nomination papers may be called for explaining their position before a final decision is taken in accordance with the rules. Both the nominees may also be invited to attend the meeting".

آپ کس fair طریقے سے چل رہے ہیں، میں اس کو point out کر رہا ہوں۔ آپ نے سب کو بلایا، پھر آپ اپنے note کے اگلے para 24 پر آجائیں:

> "Chaudhry Shujaat Hussain, Party Leader of the PML (Q) has also furnished a list containing names of PML (Q), ANP, MQM, JUI, and contended that in case, names of nine PML (Q) Senators, who have signed in support of Senator

Muhammad Ishaq Dar are to be counted, then the names of members of the aforesaid parties be also counted as supporter of Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri"

In my considered opinion that's your view now sir and I uphold this view i.e in my considered opinion since PML (Q) has joined the Government, their members can not support a member contesting the slot of leadership of the Opposition. First, there are only fifteen members supporting Senator Muhammad Ishaq Dar. On the other hand, Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri has now the support of nineteen members, which include twelve members from JUI,

فاٹا کے دو اراکین نے کہا کہ ہم ہمیشہ سے JUI میں ہیں۔

Five independent members from FATA and two independent members from Balochistan. All these independent members, according to the record of the Election Commission available with the Senate Secretariat, were elected to the Senate as independent members out of the free vote. In their letter supporting Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri, all the five Senators of FATA have categorically stated, "they are independent members", furthermore, Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri belongs to JUI, which is now the single largest party

آپ نے بالکل صحیح لکھا، آپ نے مجھ سے بہتر ساری بات لکھ دی ہے۔

Single largest party in the Opposition in the Senate having the strength of twelve. In view of this, sir, you came to the conclusion that he can run the House better as the Leader of the Opposition. Once you declared him as a Leader of the Opposition, he represents not only his party now, but all the Opposition here. That is the sum and total of it and sir, I would submit that there will be more arguments, I understand the Leader of the House is going to

take up the issue that once you have decided a matter with discretion, that can not be reviewed. That's up to him to argue.

جناب والا! ایک چھوٹی سی بات میں اور کہنا چاہتا ہوں۔

That's all I have to say, I was wanting to see something which is not available. I am very grateful to you sir, you gave me so much of time. I hope, I have been able to be of some assistance to you.

Mr. Chairman: Syed *Sahib*, would you like to dilate on the applications, which have been filed ڈار صاحب! آپ کو copies مل گئی ہیں۔ تین applications ہیں۔ میں نے خود کہا ہے کہ یہ سب کو دی جائیں۔ سید صاحب! آپ کو مل گئی ہیں would you like to say something about them یا نہیں۔ دو چوہدری صاحب کی ہیں، ایک ریحانہ بلوچ صاحبہ کی ہے اور ایک فوزیہ فخر الزمان صاحبہ کی ہے۔ اس پر دفتر نے received date 10–6–2011 لکھی ہے۔

Senator Haroon Khan: Mr. Chairman, so it is immaterial because the decision you took was prior to that. So, we should not bring this at all because it's going to distort the case. You received it, after you made your decision, you have to make your decision or reconsider your decisions as at the date when it was made the situation can change.

Mr. Chairman: Haroon *Sahib*, when you will get your chance, you can argue on that.

سینیٹر ہارون خان: جناب والا! الیکشن دوبارہ نہیں ہوتے، ایک مرتبہ جب الیکشن ہوجاتا ہے تو election tribunal یہ نہیں کہتا کہ بعد میں کسی نے کیا کیا، الیکشن ٹربیونل کہتا ہے کہ اس دن کس نے ووٹ دیا ہے، وہ ووٹ جائز ہے یا نہیں ہے۔ So, I think we should not even consider these applications. آپ کے order کے بعد record close ہوچکا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! جو افراد اس فیصلے سے متاثر ہوتے ہیں تو ان کو حق ہے کہ وہ ان چیزوں کو دیکھیں اور اپنے arguments میں انہیں پیش کریں۔ میں اپنے ساتھی کی

بڑی قدر کرتا ہوں۔ ان کا یہ کام ہے کہ جب ان کا argument کا وقت آئے گا، وہ باقاعدہ Chair کو address کرکے کہیں کہ آپ مزید کسی قسم کے evidence or any document کو نہیں دیکھ سکتے، it is irrelevant, it is inadvisable لیکن اس موقع پر کہنا، میرے خیال میں یہ زیادتی ہے۔ مجھے بھی ان کی کاپیاں ضرورت ہوں گی۔

جناب چیئرمین: آپ کو بھی دے دیں گے۔ جی وسیم صاحب۔

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman! I won't take my time. I am in fact grateful to you for allowing me this opportunity and in fact after the very comprehensive arguments by Senator S. M. Zafar in which I think, he has covered the entire ground in a very comprehensive manner and analyzed various legal provisions which are coming up for consideration. There is not much, I must be very frank that I can add to that learned discussion. I would also beg forgiveness if I repeat a few things because yesterday, I was not here, I am not fully aware of the precise arguments which were being presented by the two sides, especially Senator S. M. Zafar.

Mr. Chairman! I will just take your time to emphasize a few points, which I feel, I need to emphasize particularly, in the context of all the important questions as to what is the status of members who belong to a political party, get elected on the ticket of that particular party and then when it comes to the selection or nomination of the Leader of the Opposition, may come to the Chairman Senate and say that "We would like to support a particular candidate as the Leader of the Opposition". I will be making my submissions mainly on that ground because not only it is an important legal question but also affects me as a member of that political party.

Mr. Chairman, there are four important offices which are directly connected with the functioning of the Senate. The first and most important office is that of the Chairman of the Senate and this election is held under the Constitution, which is by secret ballot. There is no restriction on anybody voting which ever way he wants and there are no means to check which way a particular person has voted and this is because this is a mandate of the Constitution. (Continue and once a person is elected the Chairman of the Senate represents the whole House and there is a dignity attached to that office and there are certain traditions we follow in obeying the rulings and findings and observations of the Chair and all this is contained in the rules of the Senate and every member when he takes oath as a member of this House which is a solemn oath, amongst other things and this is important, he undertakes before God Almighty and before this House that he will abide by the rules of the Senate.

Now one of the incidents of the election of the Chairman of the Senate is that any finding that he gives, in terms of Article 69, sub Article 2 of the Constitution has been made immune from challenge before any authority in Pakistan. This immunity not only is for the reason that we all elect the Chairman, Senate that he has a certain position in the parliamentary system but also it is reflective of the basic concept of sovereignty of Parliament. The second office which is equally elected, the office of the Deputy Chairman is very important. He acts in your place when you are not here. His ruling has the same status and importance. He also is elected in the same manner without regard to who votes for him, who does not vote for him. One party votes for him or the other party votes for him.

The third office to which my learned colleague Mr. S.M. Zafar referred to is Leader of the House. Now by design the leader of the House is a nomination, of the Prime Minister. He represents a Prime Minister. The government could be in a minority in the House and we have had occasions in the past when the government has been in a minority. Government could be in a severe minority and yet the matter just concluded when the Prime Minister makes a nomination and he says Mr. so and so is nominated as a Leader of the House. So, out of the three four offices, two offices are elected. No dispute, matter is very clear, cut and dried. The third office is nomination, again no issue, no possible contest, the matter is in the discretion of the Prime Minister. He may have two members in the House, he may have ten members in the House whoever he nominates becomes the leader of the House but when we come to Leader of the Opposition, by design, I would say by design, it is neither in election, we could have not an election. The rules could have said that Leader of the Opposition shall be elected by members of the opposition. After all this would have been perfectly in consonance with the dictates of democracy. There is no such provision, why not? He could have been nominated by somebody. The largest political party in Parliament or in the Senate nominates? no, the matter has been left to the Chairman of the Senate who is elected by the entire House, whose rulings have been placed at a very high pedestal and in making that nomination under the rules, I read the definition once again. It says, Leader of the Opposition means a member of a House, so first condition is he should be member of the House who in the opinion of the Chairman, the word ‘opinion’ is important, is for the time being leader of members in opposition to government in that House.

Now, two words, I would like to draw your attention to:− No.1, opinion of the Chairman and No.2, members in opposition to the government in that House. Mr. Zafar has already pointed out the meaning of the word 'opinion', I had also brought a dictionary meaning and the word 'opinion' in this I will give it to your honour, it says, opinion, a belief or assessment based on grounds short of proof, an opinion based short of proof because you will not call witnesses, short of proof, you have to make an assessment. It says a view held as probable, a view held as probable. Now, what is the opinion you have to form. You have to form an opinion as to who are in your opinion, you have to form that opinion. We have placed a trust in you, we have given you that authority as member of the House. You have to form an opinion, who are the members in your opinion who form that body which is in opposition to the government. Now, why is the rule not so definite as in the case of the Chairman, Deputy Chairman and Leader of the House. The reason being said that this sometimes is purely a matter of opinion. Now we have in this House seen, I don't want to name but we have seen that a member in the government stands up and opposes the government on a certain issue. Does that mean he becomes a member of the Opposition? You have today several members in the government who on various issues whether it is legislation or policy, they have come up and said that sometime we will move adjournment motions. Does it mean they become members of the Opposition? Similarly when a member on the other side, there have been occasions when we have supported the government on certain issues. For example, when we were in the Opposition and there was a resolution from the Government condemning drone attacks we supported them. When sometime ago, the Government took a stand that we will not send our troops to

Iraq, we supported them. Does it mean that being in opposition if we support a certain measure, we become government. Sir, you have to form an intelligent assessment and it is a discretion vested in the Chairman but nevertheless all discretion has to be exercised in a judicious manner which cannot be and totally irresponsible kind of exercise of discretion and therefore, in forming that opinion, in coming to that conclusion as to that assessment, there are certain principles that I would submit, you should follow. What are those principles? No. 1, your decision should promote and strengthen political parties. Your decision should not destroy or damage a political party. By doing that, that is by promoting and strengthening a political party you will be promoting parliamentary democracy. Therefore, you should not form any opinion or exercise your discretion in a way which will damage parliamentary democracy. Any decision by this Chair which weakens a political party, which shakes its foundations will not be a proper exercise of discretion. No.3, any exercise of discretion by the Chairman should keep in view the letter and spirit of the Constitution, therefore, if there is anything, any concept in the Constitution, your ruling, your findings, your decisions should promote that concept in letter and spirit and I am particularly referring to the whole concept, the whole idea, the whole philosophy we have in Article 63(a). Any exercise of discretion should not go against the spirit, I am not just talking about the letter, the spirit of Article 63(a) and as you know, sir, one of the most destabilizing factors in the entire history of Pakistan, I say this with full responsibility, one of the most destabilizing factors, why Pakistan has faced so many martial laws, why is it that we have not been able to develop strong political institutions, has been this disease of defection, getting elected on a ticket and then moving on to greener pastures for whatever reasons liked by them.

This, we have tried to control on several occasions. First brought about by the then government of Mian Nawaz Sharif, the 14th Constitutional Amendment, if I remember correctly, I may be misquoting. Then, it was not successful, despite that it was not successful. It was again brought through some constitutional changes, again not fully successful. Despite these, we had unification blocks formed. Today, we have again tried to improve on that and will come into effect from the next general elections. We may succeed, we may not succeed. More important than the letter of the Constitution is the spirit, we should bring as responsible citizens and as members of Parliament. There is a certain discipline attached to a political party, therefore, in your exercise of discretion, you should be mindful of the fact that my ruling, is it going to be violative of the spirit of the Constitution or not. Not only that, sir, you have the experience of being a lawyer, there are many judgments of the Supreme Court of Pakistan, I don't have them but I will provide the list to the Senate Secretariat.

Mr. Chairman: Please do that.

Senator Wasim Sajjad : I will provide the list to the Senate Secretariat in which the Supreme Court, in several judgments, not one judgment, in several judgments have deprecated what we call immorality in politics and urged that strong measures be taken to control this element of moving away, challenging the party on which one has been elected on the ticket of that party. Now, one can play games with the concept that I am with a political party I have been elected but I vote against it. Certain things we can control, but certain things we can not control. You can't control speeches in the House. You can't control sometimes statements in the Press, but nevertheless, we must recognize that

this is a political problem which we need to control and for you sir, the responsibility would be, are you going to encourage or are you going to stop it or discourage and in your support if you try and discourage it, you will find several Supreme Court judgments on this question.

The fourth thing that you should keep in mind in exercising your discretion, in dealing with this question, is the law itself. The law which deals with political parties is called the Political Parties Order of 2002 and once again I add sir that in exercising your discretion, in deciding this matter because I think, Senator S.M. Zafar has dealt in detail with this and I don't want to repeat because he has gone into every possible aspect but I would like to put before you that just as I am urging you to follow the letter and spirit of the Constitution in arising at this decision, you should also keep in mind, the letter and spirit of the law and the law I am referring is the Political Parties Order of 2002. Now, the Preamble to this law says and it is important because it will give you an idea of what the law is trying to do. Preamble says, "Whereas it is intended to create a political environment conducive to the promotion of federal democratic system as enshrined in the Constitution". Now, the Political Parties Order is starting of this preamble that whereas it is intended to create a political environment conducive to promotion of federal democratic system, environment and to promote that environment this law is being made. What is that environment, it says, "Whereas political parties play a pivotal role in fostering a constitutional, federal, democratic political culture." The law is emphasizing the importance of political parties and says that whereas political parties play a pivotal role in fostering constitutional, federal, democratic political culture and whereas the practice of democracy within the political parties will

promote democratic governance in the country and strengthen and sustain democracy.

Now, in Section 4, because this law intends that there should be strong political parties, it assumes that political parties promote democracy in the country, in fact sir, parliamentary system can not exist without political parties. It is not possible, in fact, I can quote to you that in 1985 we had a partyless election but soon thereafter Mr. Junejo, discussed the matter and said that we can't run this system without political parties. We have to form ourselves into a political party. General Zia ul Haq was the President at that time, he resisted it but Mr. Junejo said I can't run it, it is impossible. You can't run a parliamentary system, may be, you can run some other system but a parliamentary system can not be run unless you have a political party and you have discipline within a political party and when I come to discipline sir, I think, I can quote no better words, what are we talking about sir, we are talking of discipline, I can quote no better words than the words of the father of the nation, who gave three guiding principles, unity, faith and discipline. What we are talking about today and what the Political Parties Act and Constitution is trying to do, we could not achieve it ourselves. This is our wane, this is our fault, we must admit that we as politicians on our own, because other countries have achieved this on their own. Some of the countries don't have these laws. It is because we have failed to come to the expectations of the father of the nation, we had to bring in these laws, because we could not do it ourselves and even 64 years after the creation of Pakistan, we are still facing that problem. So, discipline and to bring in that discipline Section 4 of the Political Parties Order says that any person who joins a political party is bound by the law. Section 4 g(3) of the Political Parties Order says that any political party will

prescribe a procedure for resolution of disputes between members and parties. If you have a dispute, the party structure itself by law has to provide a method, a mechanism for resolution of disputes and you can not reflect that dispute by saying I am going to sit this side and I am going to sit that side. This will be against the spirit of the Constitution against the words of the father of the nation against the very principles of parliamentary democracy and against the Political Parties Order.

Next sir, this very law says that every party will have a constitution and the very fact that we are registered, we all have a constitution. Any party which is registered has its own constitution. These are requirements of that constitution. Section 5 (2) of this law says that every political party, the names of the members of that party will be registered and then it says 5 (3) a person shall not be a member of more than one political party at a time. Now, we are in the Parliament, you are not playing games. Can you on paper say that I am a member of a political party but in fact acting as if you are not a member of that party, because the law says you can't be a member of another political party or two political parties. So, if somebody by his act is violating the legal provision, now we are talking of how you should exercise your discretion. If somebody, by his act, is violating the law, then you will not encourage that. As Chairman of the Senate you take an oath on the Constitution and you say, I will abide by the Constitution and the Law but as Chairman Senate you have to also abide by the spirit of the Law. You have to see that the Law is followed, the Constitution is followed in letter and spirit. Will you pass any order which will create frictions within the party, which will divide the party, which will make party's antagonists against each other? Or will you give a ruling and a decision which will keep the party

intact, which will keep the discipline intact and which will be in accordance with the Constitutional spirit and the spirit of the Political Parties Order 2002.

So, sir, as I said, "I will not take too much time." I just wanted to draw your attention to how you should exercise your discretion. I think in passing the order, that you have done, you have taken into account all these circumstances. Mr. Zafar has already dealt with the status of independents etc. I need not go into it because it is just a repetition. I will just end by drawing your attention once again to all these basic principles which should be kept in mind in exercising your discretion because your opinion is final and it cannot be questioned before any authority under Article 69(2) of the Constitution.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Haroon sahib, would you like to argue?

Senator Haroon Khan: Mr. Chairman, I am neither a lawyer nor I am under training or a student of Law but I am a Parliamentarian and I am the affected party.

Mr. Chairman: I have already said that all affected parties will be heard.

Senator Haroon Khan: I will be very brief and at most, I will take ten minutes.

Mr. Chairman, first of all, I would like to draw your attention to the application that we had given you on May 28. I don't have that in front of me and I would request you that if you can help me by reading just the first sentence of it.

جناب چیئرمین: ایک منٹ دیجیئے، میں یہ document رکھ لوں۔ آپ کی application جو ہے----

Senator Haroon Khan: O.K. sir. Can you just read the first line because I don't have that, if you could help me in this.

Mr. Chairman: O.K. I will help you out. "We, the undersigned would like to inform you that we have decided to retain our seats in the Opposition Benches of the Senate of Pakistan."

Senator Haroon Khan: So, you understand the environment, the circumstances which led us to give you that application. Circumstances were that we are part of a political party registered as "Pakistan Muslim League" and we are a part of the Parliamentary Party registered as "Pakistan Muslim League" and our party or at least, some members of our party had decided to move from the Opposition and join the Government. As a result of which, they were moving their seats from the Opposition benches to the Treasury benches. So, it was abundantly clear that what we meant by saying that, we would like to retain our seats in the Opposition Benches. It was the fact that we have not joined the Government, we have disagreed with the members who have joined the Government and as a result of that we would like to sit and remain in the Opposition. I would like to draw your attention to Article 175(A), sub-Article 10. It says;

"Out of the eight members of the Committee", and this is talking about the Parliamentary Committee for the appointment of the judiciary, it says, "Out of the eight members of the Committee, four shall be from the Treasury benches, two from each House and four from the Opposition benches." They did not mean the benches in an administrative manner. They meant Opposition benches means representing the Opposition and that is what we said. So, there can be no interpretation of that statement, what we said is also the way, the Constitution describes, members sitting in Opposition. So,

that is why, we gave you that application and on that application you decided to give us seats in the Opposition benches, meaning that we are part of the Opposition and as such must be considered as members in the Opposition. So, I liked to clarify that point first.

Then Mr. Chairman, I would like to go back to the definition of the Leader of the Opposition. A lot has been said and I think we have, by now, memorized this definition of Leader of the Opposition but some common sense point.

یہ کہا گیا کہ جی Leader کا مطلب کیا ہے، opinion کا مطلب کیا ہے، Leader of the House کی definition بھی پڑھی گئی، میں ایک simple سوال آپ سے پوچھتا ہوں جناب! اگر یہ اتنی simple nomination کرنی تھی تو Leader of the House کی جو definition ہے، وہ بھی اسی طرح کر دینی چاہیے تھی۔ مطلب یہ ہے کہ، it should have read,

"Leader of the Opposition means the member appointed by the Chairman Senate to represent the Opposition." I mean that is what the Leader of the House means, the Prime Minister or a member that he appoints to represent the Government but they have differentiated this definition, therefore, it is not a discretionary appointment, it is not an appointment in which you can use your discretion. The rules have given the responsibility to you and you have to determine that who, in your opinion, leads the members in the Opposition and not the parties in the Opposition.

میرے بڑے senior colleague نے جو بات کی ہے کہ one party which has the maximum number of Senators that I would have been willing to debate, if the definition had said that the person who leads the parties in Opposition. The examples were quoted like UK, Australia and the Canada. They have one or two Opposition parties. Here today among 36 members we have seven Opposition parties. So, it is very important that the rule mentioned;

members in Opposition. How can a nominee of a party which represents 10 Senators claim his right to be the Leader of 36 Senators when 24 of them say and sign to the effect that such and such person, Mr. Ishaq Dar is the leader in their opinion, he can lead us in a much better manner. How can you not accept? If the rules have given you the power, how are you going to exercise that justifiably, fairly and transparently? You have already started a process in which you have counted. So, you are now going to change your process. You are now going to say that it is a discretion and whoever you name is going to be the Leader. You have started a process in which you have done counting and based on those counting the numbers, you have appointed a Leader of the Opposition. So, we are not going to change the rules of the game now.

As far as other countries are concerned, Mr. Chairman, when the rules are silent, when the rules are vague, then we must quote about the other countries. Our Constitution is clear, our rules are clear and the rules have stated that you have to decide that in your opinion, somebody leads and a leader is not the person who is supported by a minority of people. A leader is a person or has to be a person who is supported by a majority of the people.

جناب چیئرمین! یہاں بڑا کہا گیا کہ آپ نے اس چیز کا خیال رکھنا ہے کہ political parties divide نہ ہو جائیں۔ Very respectively یہ بھی کہا گیا کہ we have to sail and sink together but, Mr. Chairman, you are the custodian of this House. You are not here to protect all the political parties, you are not here to protect the Political Parties Order 2002. You are not going to get into the political difference and the political problems of each and every party @ As far as the problems with the members in the Parliament and their parties are

concerned, they are part of the Political Parties Order, 2002 and a lot has been said about that. I will try to read Section 7 of the Political Parties Order, 2002 and it says clearly about the suspension or expulsion of a member. It says, "a member of a political party may be suspended or expelled from the party's membership in accordance with the procedure provided in the party's constitution." We have that constitution and the law to settle our differences with our political leadership. You have nothing to do with that, Mr. Chairman, and you are not here to protect this law. You are the custodian of this House and you have to protect the rules and the Constitution of Pakistan.

Mr. Chairman, once we take oath as a member of this august House, there are certain rights that are vested in us. What are the rights? Rights are to vote on a Bill. Rights are to vote for the election of the Chairman Senate or the Deputy Chairman Senate. If we are in the Opposition, rights are to support the Leader of the Opposition and we have also the right to tell you where we would like to sit. This is our individual right and it is vested in us and not in our party. If it was the party's right then every time when we had to vote on a Bill, you would have asked the parliamentary leaders to raise their hands. Every time you wanted a vote for the Chairman Senate or the Deputy Chairman Senate, you would have asked the party leaders to come and vote. It is our individual right. You cannot take that right away or parties cannot take our rights away. They can discipline us but that is outside this House. It is not within this House and nothing in the Constitution or the law stops us from exercising our freedom or choice and that is the beauty of democracy and you cannot take away that right from us or our party cannot take that right from us.

They can discipline us according to the Political Parties Order, 2002 but they cannot take that right away from us.

Mr. Chairman, I would like to get on to a very important point. 14th Amendment

کی بات ہوئی، Clause 63(A) کی بات ہوئی۔

The party discipline has always been a matter outside the Parliament. In order to strengthen that party discipline, something was brought in as a defection clause in the 14th Amendment to strengthen the party discipline and let me read that to you what the law makers or the framers of the Constitution meant at that time. Only the three main clauses, the 14th Amendment passed on 4th of July, 1997 said that you would be in the defection clause if; (a) "commits a breach of party discipline which means a violation of the party constitution". Now, they are relating this. They have brought part of these clauses into the Constitution. "Commits a breach of party discipline which means a violation of the party constitution, code of conduct and declared policies. So, if you do anyone of those things then you get hit by the defection clause and it says;

"(b) Votes contrary to any direction issued by the parliamentary party to which he belongs. And (c) abstains from voting in the House against party policy in relation to any Bill."

Although this is not applicable right now but understand what I am saying. All these were put in the Constitution as a defection clause, as a deterrent accepting the fact that we have the right to do all these things. If we did not have the right to do all these things, why did they have the defection clause here.

So, the Constitution accepted that we, as members of Parliament, had a right to do all these things and that is the

freedom of choice. The Constitution and the Rules guarantee, in order to discipline us they brought in this clause that if you do this they have not taken away the right from us, but if you do this then you can be issued a show cause as defecting and then there is a series of action that can take place but that is another point. My point is that the Constitution has accepted our right to do all these things and they put that penalty and the most important thing is that the framers of the 17th Amendment took all these out and they limited it to only three items; (i) to vote for the Prime Minister; (ii) the vote of confidence and no confidence for the Prime Minister; and (iii) the vote on a Money or a Finance Bill. So, even that they did it deliberately because they wanted to give that freedom back to us. That is why it was taken out and the beauty of all this is that all the parliamentary parties for the 18th Amendment sat for 90 days and deliberated on all the Articles including this Article and they decided to retain these things, not change it. They change it with a very minor amendment, they added four things for the Constitutional Amendment but that is effective after the next General Elections but my point is that if you look at Article 63(A), it is accepting the fact that members are free and have a right to take their own decisions. Mr. Chairman, we gave you an application because according to our conscience we took a decision, it was a difficult decision. We do not want to split the party and you asked me the first day, which party I belong to and I answered that but you or my party cannot force me to take a decision which is against my conscience and that is what has been guaranteed by the Constitution and that is what has been ratified by 18th Amendment and the fact that these things were brought into the 14th Amendment in 1997 clearly or abundantly indicates that the freedom is always there. You can discipline people but you cannot take their freedom of choice.

آپ کو ہم نے application دی

and you know this environment, and the circumstances. We wanted to sit in Opposition. We did not want to go along with rest of the people and become a part of the Government, after blaming the Government for all sorts of things for three and half years. Our conscience did not allow us to do that. We have taken a decision. You have to respect a decision and you did. You gave all nine of us, one row seats. So you have accepted our application and now that we are sitting here and according to the definition of the Leader of the Opposition, you cannot forfeit our right to give consent on the nomination or the election of the Leader of the Opposition.

Mr. Chairman, you are not here to make sure whether the political parties or we in one party sink or sail together that is up to the leadership. The onus is on them before taking the decision, they should have thought about it. It is not your duty, you have to follow the rules and you cannot take our right away. Thank you very much sir.

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! آپ ذرا آگے آجائیے پلیز۔

We will continue with the sittings of the House because the consensus

تو یہی ہے۔ پھر Monday سے پھر سٹارٹ کریں گے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک with all due respect حیدری صاحب کی طرف سے کوئی سپیکر نہیں بولا۔ رحمت اللہ کاکڑ صاحب کو کہیں یا سواتی۔ ایک دن میں کم از کم ان میں سے ایک تو dispose ہو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حیدری صاحب! آپ Monday کو بول لیجیے گا، پہلے کچھ rules
decide کر لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ ابھی list of speakers میرے پاس ہے اور یہ آپ کے آفس سے آئی ہے اور اس میں مجھے سردار محمد جمال خان لغاری اور میرے بڑے بھائی سلیم سیف اللہ خان کو Treasury Members میں دکھایا گیا ہے۔ یہ کس نے دکھایا ہے؟

جناب چیئرمین: مجھے لسٹ دکھائیے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کا خالی لکھ دیجیے پی ایم ایل۔ اسے میں دیکھ لیتا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب میری صرف گزارش یہ ہے۔ while I appreciate آپ کی approach ، جب آپ سے کاغذ مانگے گئے، initially there was resistance, I had to wait for about a day لیکن جب آپ سے بات ہوئی، آپ نے categorical instructions سیکرٹریٹ کو دیں کہ آپ مہربانی کر کے جو بھی candidates یا ان کے رفقاء---

Mr. Chairman: Anybody who wants the papers.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں وہی بات کر رہا ہوں، آپ نے یہاں تک کہ جو بھی resistance تھی آپ نے وہ بھی دور کی لیکن جناب! With all due respect چونکہ آپ کی پہلے بھی ایک major statement ہے جو آپ کے چیمبر کے اندر اور بعد میں یہاں بھی کہ آپ کو at the time of decision record نہیں دکھایا گیا تھا۔

I think, that attitude still exists in the Secretariat. With all due respect, I will quote why? They are still facilitating to plug the loopholes. I asked a few things yesterday, it is more than 24 hours, they have not yet been provided.

جناب چیئرمین: کون سی چیز؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں ابھی عرض کرتا ہوں۔ اسی کے ساتھ یہ جو دس جون کے آج letters circulate ہوئے ہیں، –this is all, forgery, you are trying to plug --sorry "you" do not mean "You sir" I am talking about Secretariat, they are facilitating this process کہ کہاں اور ہم کدھر patch work کر کے چیزوں کو ٹھیک کریں۔ جناب! خدا کے لیے! اللہ کو جان دینی ہے۔ ایمانداری کے ساتھ چلیں اور اب ان چیزوں کو آپ اس طرح temper کرنے کی کوشش نہ کریں۔ I had to request at least six times to the Secretary خدا کے لیے! کون سی ایسی چیز ہے۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے سنیئے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں آپ کو bother نہیں کرنا چاہتا۔ I appreciate آپ نے تو instructions دے دی ہوئی ہیں۔ جناب! آپ نے instructions دی ہیں۔ آپ ان کو بھی سمجھا دیں۔ دیکھیں ہر ایک نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ میں یہاں ایک سے زیادہ دفعہ کہہ چکا ہوں۔ یہ اسحاق ڈار کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پی ایم ایل (این) کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ حیدری صاحب کا بھی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ legal issues کو settle کرنے کا ہے in accordance with law and Constitution, I think, we will be making a great service for, may be, next 20, 30, 40 years اس لیے مہربانی کریں۔ آج ابھی جمال لغاری کہہ رہے ہیں this is all part of the facilitation work, nothing must be changed in reference to documents, presentation, seating arrangements whatever after the vacancy is occurred and there are massive changes going on. آج یہ Orders of the Day پر ہے اور اس کی detail ہمیں پتا ہے کہ اس کی back up ہوتی ہے۔ اس میں آپ ان لوگوں کو Treasury members show کر رہے ہیں۔ ادھر دو بیبیوں کو دے رہے ہیں۔ جب کوئی بندہ ووٹ ڈال کر آتا ہے تو کیا وہ جا کر الیکشن کمیشن کو کہہ سکتا ہے کہ میرا ووٹ ادھر سے نکال کر ادھر ڈال دو؟ یا میں نے غلطی سے ادھر ووٹ ڈال دیا۔ جناب! ایسی چیزیں نہ کریں۔ کچھ نہیں ہوتا۔ آسمان نہیں گر جائے گا، اگر ہم ایمانداری سے اس چیز کو settle کریں گے۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ Let us settle it with complete honesty and dignity جناب میں آپ کے knowledge میں لا رہا ہوں۔ کیونکہ

آپ نے خود کہا تھا کہ یہ فیصلہ کرتے ہوئے مجھے ریکارڈ نہیں دکھایا گیا۔ یہ آپ کی اپنی statement ہے۔ اس لیے there may be something that have been overlooked یہ تھی ناآپ کی statement ؟

جناب چیئرمین: آپ میری بات سنیں ناں۔ سن تو لیں ناں جناب!

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جی۔ حکم۔

Mr. Chairman: If there is any obstacle, please even ring me up at 12.00 midnight.

ٹھیک ہے، اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: چوہدری شجاعت صاحب پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ اور صدر ہیں۔ انہوں نے میرا نام کس کھاتے میں اپنے Treasury bench کے ممبران میں دکھایا ہے، جو خط انہوں نے آپ کو بھیجا ہے۔ میں نے ان کو یہ authority نہیں دی۔ میں Opposition bench کا ممبر ہوں اور میں بے شک اس جماعت میں ہوں گا۔ میں اپوزیشن کا ممبر ہوں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! You will have a right to address اور ساری باتیں آپ ضرور کیجیے، ٹھیک ہے۔ You will have a right to address, everybody who is getting affected will have a right to address جو آپ نے جو بات کرنی ہے، آپ کیجیے گا۔ میں آرام سے، patiently سنوں گا۔ سیکرٹری صاحب! جو بھی document مانگا جائے، اسے please جلد مہیا کر دیں۔ میں نے پہلے بھی آپ کو یہ instruction دی تھیں۔ ابھی پھر دے رہا ہوں کہ کوئی بدمزگی نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی بھی اگر کوئی کاغذ دیکھنا چاہتا ہے، یہ اس کا حق ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: کوئی temper نہیں کرے گا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو بتا دیجیے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مشاہد اللہ صاحب! سب کو اس بات کا علم ہے۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: بڑی اچھی بات ہے اور کل سے مسلسل اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے، وہ آئینی طور پر درست ہے یا نہیں۔ جن دوستوں کو اس پر تحفظات تھے، ابھی تو وہ بول رہے ہیں، وہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ وہ اپنے دلائل دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مدعی وہ ہیں۔ وہ اپنے بیانات مکمل کریں گے تو پھر ہمیں دیکھنا ہو گا کہ ان کے بیانات پر جرح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس لیے میری درخواست ہو گی کہ اس ایوان میں جو بھی بولنا چاہیں گے، وہ بولیں اور اپنا اپنا نقطہ نظر دے دیں۔ جب موقع آئے گا تو ہم بھی اپنا نقطہ نظر دیں گے انشاء اللہ العظیم۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! اب Monday کی طرف۔ ڈار صاحب! مولانا صاحب! بخاری صاحب! ذرا متوجہ ہوں اور تھوڑا سا relax کریں ۔ Monday Private Members' Day ہے یہ آپ سب کو علم ہے۔ ابھی ہمارا جو Orders of the Day چل رہا ہے، اسی کو سوموار کو برقرار رکھیں؟ پھر Private Members Day ختم کرنا پڑے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میرا خیال ہے کہ آپ نے Monday کو جو House Business Committee کی میٹنگ بلائی ہے۔

جناب چیئرمین: پھر Monday کو decide کر لیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ نے جیسا فرمایا تھا کہ بجائے اس کے کہ اگلا session ہو، دیکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ضرورت ہی نہ پڑے۔

جناب چیئرمین: پھر Monday کو decide کر لیں؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ decide کر لیں اور Presidential Address بھی اسی sitting میں یہ ختم کر لیں۔

Mr. Chairman: Let us decide everything on Monday.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: کچھ لوگ رہتے ہیں، وہ بول لیں۔

جناب چیئرمین: Monday کو کتنے بجے رکھ لیں؟ Advisory Committee کی میٹنگ کتنے بجے رکھنی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! چار بجے۔

جناب چیئرمین: چار بجے ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اگر House ساڑھے چار بجے ہے تو چار بجے ٹھیک ہے یا پھر آپ Monday کو صبح ملنا چاہتے ہیں۔ جیسے آپ کو suite کرئے۔

جناب چیئرمین: چار بجے رکھ لیتے ہیں۔ 4'O clock on Monday and we will decide all the issues with regard to the Private Members Day and all this ساری چیزیں consensus سے decide کر لیں گے۔ جاوید علی شاہ صاحب، کہاں جا رہے ہیں، ابھی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ Next speaker کون ہو گا؟ میاں رضا ربانی صاحب، آپ کب کریں گے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will be going to Karachi today.

Mr. Chairman: You have not informed about this.

Senator Mian Raza Rabbani: I have a case on Tuesday. I will try and get the date changed. I will try to talk to other Council and if they agree then may be on Tuesday I will be able to do it.

جناب چیئرمین: اگر آپ کیس کے لیے چلے گئے تو پھر بدھ تک ہو جائے گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اگر وہ ہوا تو then I will try to come back on Monday and try to speak on Monday but this I can only tell tomorrow.

جناب چیئرمین: آپ کو tentatively Monday کے لیے رکھتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ابھی tentatively Monday پر نہ رکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! آپ نے ruling دے دی ہے، اس میں جتنے بھی affect ہوتے ہیں، ان سب کا حق ہے تو Monday کو ان کو بھگتا لیں۔ اگر میاں صاحب نہ آسکیں، وہ پندرہ بیس لوگ ہوں گے۔

جناب چیئرمین: اچھا ایسا کرتے ہیں کہ we keep it open for all the affectees on Monday. Whoever is present, we will hear him. پھر Tuesday کو میاں صاحب آپ اور بابر اعوان صاحب کس دن آئیں گے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, on Tuesday if I am in court, then I would not be available. Then I will be in the High Court in Karachi. Otherwise if I am able to get the date changed, then on Tuesday.

جناب چیئرمین: چلیں کل پتا کر لیں، opposing Council سے پتا کر لیں، اگر وہ دو، تین دن آگے کر لیں۔ میرا خیال ہے کر لیں گے۔ ابھی تو ہم یہ agenda issue کریں گے and then we will decide. ابھی تو ہم نے debate ہی چلانی ہے، ٹھیک ہے۔ We adjourn the House for Monday at 4:30 pm. Thank you.

[The House was then adjourned to meet again on Monday 20th June, 2011 at 4:30 pm]